وما ارسلناك الا رحمة للعالمين

سلسلۂ تالیفات انجمن ثمرۃ العلوم

(۲۳۲)

سلسلہ نشان ۲

گلزار سعادت

مولفہ

حضرت شمس العلماء علامہ الحاج عبد اللطیف صاحب قبلہ قاضی اہلسنت

وصدر مدرسہ محمدی مدراس

باہتمام

انجمن ثمرۃ العلوم رائے پیٹھ مدراس

مطبع کریمی مدراس میں چھپی

تعداد اشاعت ۱۰ ہزار

فی جلد قیمت ۹؎

فہرست کتب خانہ تجارتی مدرسہ محمدی

ہمارے کتب خانہ مین کتب ذیل برائے فروخت موجود ہین جنکو خواہش ہو بذریعہ وی پی طلب فرمائین

شرح الورقات مولفہ حضرت شیخ جلال الدین محلی رحمۃ اللہ اصول فقہ شافعی مین مستند اور معتبر کتاب ہے ۱۱؎

قوت الارواح شرح توشہ فلاح، مناسک حج مین نہایت عمدہ اور بسیط کتاب مولفہ حضرت امام العلماء قاضی الملک مولوی حاجی محمد صبغۃ اللہ صاحب رحمۃ اللہ نہایت صحت اور اہتمام سے طبع ہوی ہے۔ اردو عمہ

رسالہ فی صداق حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا مولفہ ایضاً عربی ۱؎

رسالہ در تحریم لہو مولفہ ایضاً فارسی

رسالہ در جواز گفتن انا مومن ان شاء اللہ مولفہ ایضاً فارسی ۱؎

ازالۃ الصمہ فی حدیث اختلاف الامہ مولفہ ایضاً عربی .... ۱۰؎

گلزار ہدایت۔ بدعتون کے بیان مین لائق دید ہے۔ بار پنجم شائقین کے خواہش پر طبع کیگئی ہے۔ مولفہ ایضاً اردو .... ۵؎

رسالہ در رویت ہلال۔ ہلال کے بیان مین لائق دید ہے۔ مولفہ ایضاً فارسی ۳؎

رسالہ شروط اقتدا۔ مولفہ ایضاً فارسی .... ۲؎

تحفۃ الزائرین حرمین الشریفین کے فضائل مین نایاب رسالہ ہے ہر شخص کو چاہئے کہ اسے خرید کرے اور اس سے فائدہ اٹھائے لائق دید ہے۔ مولفہ جناب شمس العلما مولانا مولوی قاضی عبید اللہ صاحب مدظلہ العالی بزبان اردو قیمت بنظر فیض رسانی کاغذ چکنا ..... ۳؎

۷۸۶

سلسلۂ تالیفات انجمن ثمرۃ العلوم

سلسلہ نشان (۲)

گلزار شعار

مؤلفہ

حضرت شمس العلماء علامہ حاجی عبید اللہ صاحب قبلہ قاضی اہلسنت و

صدر مدرسۂ محمدی مدراس

باہتمام

انجمن ثمرۃ العلوم رائے پیٹھ مدراس

مطبع نامی منشی ملک کھڑی چند اسٹیم پریس چھپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین ۰ امابعد زبان اردو مین کوئی کتاب ایسی نظر نہ آئی کہ جس مین حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر وسیر کے ساتھ ہی عشرہ مبشرہ اور ائمہ رضیہ کا حال بھی ہو۔ چونکہ اس کو جاننا اور اُن سے محبت رکھنا لازم اور متحتم ہے۔ اسلئے یہہ عاصی نفع عوام کے لئے کتب معتبرہ سے بطور اختصار کے اردو زبان مین ترجمہ کیا۔ اور اس رسالہ کا نام **گلزار سعادت** رکھا۔ اور اسکو چہار گلزار پر مرتب کیا۔ **پہلا گلزار** حضرت سید المرسلین حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے سیر مین **دوسرا گلزار** اہلبیت کے فضائل مین **تیسرا گلزار** عشرہ مبشرہ کے احوال مین **چوتھا گلزار** ائمہ اطہار کے ذکر مین۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین

ارباب کرم سے امید ہے کہ اگر اس رسالہ مین کچھ سہو اور خطا سرزد ہوئی ہو تو اصلاح فرماکر عیب پوشی کرین۔ واللہ المستعان وعلیہ التکلان

عاصی پُر معاصی

عبید اللہ

رائی پیٹ۔ مدراس

۱۷ شعبان سنہ ۱۲۹۰ ہجری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا گلزار حضرت سید المرسلین حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان میں

اسمین تین چمن ہین۔ پہلا چمن حضرت کی ولادت سے وفات تک کے بیان مین

معلوم کیجیے اول جو اللہ سبحانہ پیدا کیا وہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور تھا۔ پھر اسی نور سے سایر مخلوقات کو ظہور مین لایا۔

جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو اس نور کو ان کی پشت مین رکھا۔ اور وہ نور آدم کی پیشانی پر چمکتا تھا۔ اور آدم علیہ السلام سے شیث علیہ السلام مین جو آدم کے وصی اور ولیعہد تھے نقل کیا۔ اور شیث علیہ السلام سے انکے فرزند انوش کے طرف، یہان تک کہ اللہ تعالی اس نور کو عبد المطلب اور ان کے بعد انکے فرزند عبد اللہ مین منتقل کیا۔ اور اس نسب شریف کو اللہ تعالی جاہلیت کے حرام کرنے سے محفوظ رکھا۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اشراف قریش سے ہین۔ مان اور باپ ہر دو کی طرف سے۔ اور نسب شریف کا سلسلہ یہہ ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد

بن عدنان ۔ یہان تک سلسلہ مین اتفاق ہے ، اسکے بعد اسمٰعیل علیہ السلام تک سلسلہ مین اختلاف ہے ۔ اور عبد اللہ کا عقد آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ سے ہوا ۔ نکاح ذی الحجہ کے ایام تشریق کے وسط مین ہوا ۔ اور جمعہ کی شب رجب کے مہینے مین حمل ٹھہرا ۔ ولادت کے پیشتر ہی عبد اللہ کی وفات ہوی ۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف مشہور قول مین بارہوین ربیع الاول روز دوشنبہ پیش از طلوع آفتاب کے ہوئی ۔ کہتے ہین کہ نیسان کا مہینہ تھا اور آفتاب حمل کے برج کے بیسوین درجہ پر تھا ۔ اور غفر ستارہ طالع تھا ۔ کہتے ہین کہ ماہ اپریل ۵۷۱ عیسوی تاریخ تھی ۔ آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت بہترے عجائبات جو بزرگی اور فضائل پر دلالت کرتے ہین ظہور مین آئے ۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہونیکے بعد پہلے ثویبہ جو ابی لہب کی لونڈی تھی دودھ پلائی ۔ اور حضرت نے سات روز اپنی والدہ کا اور چند روز ثویبہ کا دودھ نوش فرمایا ۔ پھر اسکے بعد حلیمہ سعدیہ مقرر کی گئین ۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے شہر لے گئین ۔ ایام رضاعت کے بعد حضرت کو اون کے والدہ کے سپرد فرمادیا تو عبد اللہ کی لونڈی ام ایمن نامی حضرت کی خدمت کرتی تھی جب عمر شریف چھے سال کو پہونچی تو بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا ۔ اسکے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپکے دادا عبد المطلب پرورش کرتے رہے ۔ اپنے فرزندون سے زیادہ حضرت کو چاہتے اور تعظیم کرتے تھے ۔ جب عمر شریف آٹھ سال کی ہوئی تو عبد المطلب کا بھی وفات ہوگیا اور ابو طالب حضرت کے کفیل ہوئے ۔ جب عمر شریف چالیس سال کی ہولے چالیس دن

بقولے دس روز بقولے دو ماہ کی ہوئی تو آٹھوین ربیع الاول دوشنبہ کے روز
بقولے ساتوین یا سترہوین یا چوبیس رمضان کو آنحضرتؐ کے پاس جبرئیل علیہ السلام
تشریف لے آئے اور حضرت کو رسالت کی خوشخبری سنائی اسکے بعد حضرتؐ نے
لوگون کو اسلام کی دعوت کرنا شروع فرمایا اور بارہوین سال یا پانچوین سال
۲۷ رجب کو اور بقولے ربیع الاول مین حضرتؐ کو معراج ہوی اور بعثت کے
تیرہوین یا چودہوین سال ۲۷ صفر یا غرہ ربیع الاول کو شب کے وقت حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمراہی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بجانب مدینہ منورہ ہجرت
فرمائی۔ اہل سیر کہتے ہین کہ دوشنبہ کو مکہ معظمہ سے نکلے اور بعض کہتے ہین پنجشنبہ
کو۔ اور مدینہ منورہ مین بارہوین ربیع الاول روز دوشنبہ کو داخل ہوئے۔
اور وہان گیارہ سال تک لوگون کو اسلام کی دعوت اور ترغیب دیتے اور کفار سے
جہاد کرتے رہے۔ اور کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بنفس نفیس جہاد مین
شریک ہوکر جنگ کئے وہ تعداد مین انتیس ۲۹ ہین اور جن مین اصحاب کو روانہ فرمایا
وہ پچاس تھے اوسکے بعد گیارہوین سال ہجری کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی وفات ہوی حضرت ماہ صفر مین چہارشنبہ کی شب کو دوپہر رات
کے وقت بقیع کو جو مدینہ منورہ مین مسلمانون کا قبرستان ہے تشریف لیجا کر
مُردون کے واسطے دعا مانگے اور صبح کو حضرت کے سر مبارک مین درد ہوا اور بخار
آیا۔ اور ایک انصاری کے جنازہ پر نماز پڑہکے محل مین تشریف لائے۔ اسکے بعد
روز بروز حضرت کی بیماری سخت ہونے لگی اور ۱۲ ربیع الاول روز دوشنبہ بعد
زوال اور بقولے دوسری ربیع الاول کو وفات ہوی اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ

دوسرا چمن حضرتؐ کی صورت اور سیرت کے بیان مین

یاد رکھئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ حضرت کی ذات شریف کو ایسا خوب اور پاکیزہ
بنایا تھا کہ کوئی انکا نظیر نہ ہوا اور نہ ہوگا جو دیکھتا تو یقین کرتا کہ لاریب رسول اللہ
ہین. بشر کو کیا طاقت کہ اس ماہ برج نبوت کی تمام اوصاف بیان کرے.
لیکن ہر شخص اپنے اپنے فہم کی رو سے کسی ایک چیز سے تشبیہ دی اور اپنی دانست
کے موافق کچھہ بیان کیا. چنانچہ یہان مجملاً تھوڑا سا ذکر کیا جاتا ہے.
چہرۂ شریف رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام لوگون کے چہرے سے بہتر
خوب صورت اور آفتاب و مہتاب کے مثل تھا. گلے پھوگرے نہ تھے اور چہرہ
بہت گول یا دراز نہ تھا. جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوتے تو چہرۂ
مبارک روشن ہوتا تھا گویا چاند کا ٹکڑا ہے. آنکھین بڑے بڑے تھے اور
آنکھہ مین سرخی تھی. اور حدقہ بہت سیاہ تھا. جب حضرت دیکھتے تو پورا
دیکھتے اور آنکھین نیچے کرتے. اور زمین کی طرف دیکھنا پسند تھا. آسمان کے
جانب دیکھنے سے اور اکثر گوشۂ چشم سے ملاحظہ فرماتے. روشنائی مین جیسا
دیکھتے ہین حضرت تاریکی مین ویسا ہی دیکھتے تھے اور لوگون سے ارشاد فرماتے تھے
کہ تمہارا رکوع و سجود کرنا مجھہ پر پوشیدہ نہین رہتا مین تم کو پیٹھہ کے پیچھے
سے دیکھتا ہون. کانون کا بیان احادیث مین تفصیل مذکور نہین مگر اس قدر
آیا ہے کہ آنحضرتؐ کے کان پورے تھے. پیشانی مبارک کشادہ تھی اور
بہون کماندار تھے اور اسکے موے پورے تھے اور دونون ابرو پیوستہ

نہ تھے دونون کے مابین ایک رگ تھی غصہ کے وقت خون سے بھر کر موٹی
ہوتی تھی۔ ناک ہموار باریک اور بیچا بیچ بلند تھی۔ ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ
سے مروی ہے کہ بینی مبارک پر ایک نور تھا اگر اسکو بغور دیکھے تو معلوم ہوتا تھا
کہ نوک بلند ہے۔ اونٹین اور منھ کا چہرہ بہت ہی خوش ڈول اور لطیف تھا۔
گویا یاقوت کی ڈبیہ مین جواہر ہین۔ دہن شریف وسیع اور کشادہ تھا۔
سخن کا شروع اور ختم کنج دہن سے کرتے تھے۔ دندان مبارک نہایت سفید
روشن براق آبداری اور رونق کے ساتھ تھے اور روبرو کے دانت برے
تھے سخن فرماتے وقت ایسا ظاہر ہوتا کہ دانتون کے درمیان سے نور نکلتا ہے
اور دانتون کی چوک نہایت خوبصورت تھی۔ لعاب شریف دوا تھی بیمارون کی
اور شفا تھی خستگون کی۔ آواز شریف خوش اور شیرین تھی۔ علی الخصوص خطبہ
اور وعظ فرماتے وقت اس قدر دور تک جاتی تھی کہ کسیکی آواز اوس قدر
دور نہ جاتی تھی۔ ہنسنا۔ اکثر احوال مین تبسم تھا اور بعض اوقات ہنستے
تو کو بجلیان نمود ہوتے تھے کبھی قہقہہ کر کے نہین ہنسے۔ رونا بھی بطور ہنسی
کے تھا۔ صرف آنکھ سے اشک ہی جاری ہوتے تھے۔ بلند آواز سے نہ روتے
اکثر قرآن شریف کے تلاوت کے وقت روتے اور سینہ مبارک سے دیگ
کی جوش کی آواز آتی۔ آپ کو جمائی کبھی نہ ہوئی۔ سخن نہایت فصیح اور شیرین
تھا اس قدر دلون مین تاثیر کرتا کہ گویا روح کو کھینچتا ہے۔ عرب کے ہر
قبیلہ کی بات مین تفاوت تھا اور ہر ایک کی لغت مختلف اور ہر ایک
لغت سے دوسرے کو اطلاع نہ تھی جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

آتے تو حضرت انکی لغات کے موافق آپ بھی کلمہ کلام فرمایا کرتے اور اللہ تعالےٰ
حضرت کو جوامع الکلم دیا تھا یعنے الفاظ تھوڑے رہنا اور معانی اوسکے بہت
سر مبارک بڑا تھا اور بال نہ بہت سیدہے تھے اور نہ گھونگروالے مگر کچھہ
پیچیدگی تھی اور سر کے بال آدہے کان تک تھے. داڑہی انبوہ اور ڈاٹ
تھی سینۂ مبارک داڑہی سے پوشیدہ ہوگیا تھا اور لبون کے بال
کترایا کرتے اور ریش مبارک کو تیل لگاتے کنگھی کرتے اور تمام سر اور
داڑہی کے بال مین بیس بال سفید نہین نکلے تھے. گردن مبارک گویا پتلی
کی گردن کی سی تھی چاندی کے صفائی مین سینہ وشکم برابر تھا اور سینۂ
مبارک سے ناف تک بالون کا باریک ایک خط تھا اور سینہ وشکم پر اس
خط کے علاوہ موے نہ تھے اور پونچھون پر اور بازوؤن اور کھندون
پر اور سینے کے اوپر اور پنڈلیون پر بال تھے اور بغل کا رنگ سفید تھا
اور بغلون سے مشک کی بو آیا کرتی تھی. دونون شانون کے درمیان
وسعت تھی پشت مبارک گویا چاندی سے ڈہالے ہوی تھی. مہر نبوت
پشت مبارک پر شانون کے درمیان سے مسّے کے طور پر گوشت پارہ
سرخ رنگ بڑہکے آیا تھا. اسکے اطراف خال تھے اور اسپر بال تھے
اور اسمین گوشت سے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا تھا
پنجۂ مبارک سطبر اور بھاری تھا اور ہتھیلی کشادہ تھی اور پنجہ نہایت نرم
وملایم اور پُر گوشت تھا. انگلیان دراز تھے اور بند. دست پونچھا
بھاری تھا. پنڈلیان باریک تھے اور بازُو زبردست تھا اور

اور پاؤن کے انگلیون مین انگوٹھے کے بازو کی انگلی دراز تھی قامت مبارک
میانہ تھا نہ کوتاہ نہ بہت دراز جب دو شخص بلند قامت بازؤن پر ہوتے تو
آنحضرتؐ اُن سے بلند نظر آتے اور بدن گٹھیل بانٹا ہوا تھا دہوپ یا
چاندنی مین چلین تو سایہ زمین پر نہین پڑتا تھا رنگ شریف سرخ وسفید
تھا نہایت روشن چلتے تو قدم اٹھا کر چلتے اور ڈہگتے گویا بلندی سے پستی مین
اترتے ہین اور پسینا اس قدر خوشبو تھا کہ کوئی خوشبوئی اسکے برابری نہین
کرسکتی تھی بدن شریف مین اس قدر خوشبوئی تھی کہ راہ سے گذرنے کے
بعد معلوم ہوتا تھا کہ اس جانب سے آنحضرتؐ تشریف فرما ہوئے ہین اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاق حمیدہ اور اوصاف کریمہ ایسے تھے کہ جسکی
وصف مین حق تعالٰے فرمایا اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ لوگون کے ظلم و
جفا پر صبر فرماتے اور بدی کے بدلے نیکی کرتے شفقت اور رحمت مخلوقات پر
نہایت درجہ میں تھی اور فقر و فاقہ کی حالت مین رہنا خوشی سے اختیار
فرمایا تھا اور مال آتا تو لوگون پر تقسیم فرما دیا کرتے تھے اور جو لباس میسر ہو
اوسکو پہنتے نفیس یا رفیس کپڑا لازم نہیں فرماتے تھے اکثر چادر اور موٹی
لنگ پہنتے ،، چادر پھٹی تو اسکو پیوند لگاتے اور فرمایا کرتے کہ مین بندہ
ہون بندہ جو لباس پہنتا ہے ویسا لباس پہنتا ہون ،، کبھی عجم کے بادشاہون
کے یہان سے نفیس لباس آتا تو انکی خاطر سے اوسکو پہنکر جلد نکالکر لوگونکو دیتے
،، لباس پاک پہنتے اور فرماتے اللہ پاک ہے کپڑے پاک رہنا دوست رکھتا ہے
سر پر پگڑی باندہتے ،، وہ نہ بہت بڑی رہتی اور نہ بہت چھوٹی۔

تیسرا مین حضرت کے فضائل اور خصائص وغیرہ کے ذکر مین

معلوم کیجئے کہ اللہ تعالی تمامی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو جو کمالات اور کرامات عطا کئے تھے ان تمام کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات شریف مین جمع فرما دیا تھا اسکے سوائے اور بھی خصائص وکرامات اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا جو سابق کے انبیاء کو حاصل نہ تھے۔ آدم علیہ السلام کو جو فضیلت دیا وہ یہ تھی کہ اونکو سجدہ کرنے فرشتون کو حکم فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے بڑکر جو فضیلت عطا کیا وہ یہہ ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا، یعنے اللہ اور اسکے فرشتے درود بھیجتے ہین رسول پر۔ اے ایمان والو صلاۃ بھیجو اسپر اور سلام بھیجو سلام کہہ کر۔ اور آدم علیہ السلام کو فرشتے جو سجدہ کئے وہ درحقیقت نور محمدی کی تعظیم تھی جو آدم علیہ السلام کی پیشانی پر چمک رہا تھا۔ بخلاف اسکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہ درود جو بھیجا جاتا ہے اس مین حق تعالی بھی فرشتون کے ساتھ درود بھیجنے مین شریک ہے اور مومنون کو بھی درود بھیجنے کے لئے امر کیا ہے ۔ ١١ فرشتے جو آدم علیہ السلام کو سجدہ کئے وہ صرف ایک مرتبہ ہی تھا بخلاف درود کے کہ اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ بھیجتے ہین۔ آدم علیہ السلام کو اسماء تعلیم کیا ١٢ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسماء اور ان کے ذوات اور علم مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ کا سکھلایا۔ ادریس علیہ السلام کو جو فضیلت عطا ہوئی وہ یہ تھی کہ فرمایا وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا یعنے اور اٹھالیا ہم نے۔

اوسکو بلند مکان پر اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے بڑھکر فضیلت دیا کہ معراج کے ذریعہ سے اوس مقام تک بلوایا جہان کوئی نہین جاسکتا نوح علیہ السلام کو یہ فضیلت عطا ہوئی تھی کہ ان پر جو شخص ایمان لایا اوسکو طوفان مین غرق ہونے سے نجات ملی. اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے بڑھکر فضیلت دی کہ رحمۃ للعالمین بناکر بھیجا اور حضرت کی قدم کی برکت سے تمامی مخلوقات پر رحمت کی اور کفار پر بھی رحمت کی کہ اُن پر عذاب نازل نہ کیا اور ان کو مہلت دیا. اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ یعنے نہین ہے اللہ کہ عذاب دیوے اونکو یعنے اہل مکہ کو جس حال مین کہ تو ان مین ہے. مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پانی کے چشمہ کے کنارے پر تشریف رکھے تھے اوسوقت عکرمہ بن ابی جہل ایمان لانے کو یہ معجزہ طلب کیا کہ دوسرے کنارے پر جو پتھر ہے اوسکو اس کنارہ پر طلب فرمائے اور وہ پتھر تیرتا ہوا آوے اور غرق نہ ہو. پھر آنحضرتؐ کے اشارہ پر وہ پتھر اپنی جگہہ سے اُٹھکے تیرتا ہوا حضرت کے روبرو آیا اور اس نے حضرتؐ کی رسالت کی گواہی دی اور پھر حضرت کے حکم پر اپنی جگہہ تیرتا ہوا جاکے نصب ہوگیا اور غرق نہ ہوا. ابراہیم علیہ السلام کو مقام خُلت عطا ہوا تھا یعنے اللہ تعالیٰ اونکو اپنا خلیل کیا اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام خُلت اور محبت دونون کا مرحمت ہوا یعنے اللہ تعالیٰ آپ کو اپنا خلیل اور حبیب کیا. ابراہیم علیہ السلام بتون کو تبر سے توڑتے تھے. سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک چوب کے اشارہ سے کعبے مین بت جو مضبوط نصب کئے گئے تھے ٹوٹ گئے. موسیٰ علیہ السلام کو جو فضیلت عطا ہوی وہ یہہ تھی کہ

اللہ تعالیٰ ان سے کوہ طور پر کلام کیا اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے بڑھکر فضیلت دی کہ معراج کی شب کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ نے کلام کیا اور حضرتؐ نے اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھ سے دیکھا۔ موسیٰ علیہ السلام کو جانے کے لئے دریا پھٹ گیا تھا اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے شب معراج آسمان پر ایک دریا مکفوف نامی چیرا گیا۔ زمین کا دریا اسکے روبرد ایک قطرہ کا حکم رکھتا ہے اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے انگشت مبارک کے اشارہ سے چاند شق ہوکے دو ٹکڑے ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام کو یدبیضا عطا ہوا تھا یعنے ان کا ہاتھ ایسا روشن تھا کہ دیکھنے والون کے آنکھ خیرہ ہوتے تھے۔ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سر سے قدم تک روشن وتابان تھے۔ اسی سبب سے اگر آپ آفتاب ومہتاب مین چلین تو حضرتؐ کا سایہ نہ پڑتا تھا اگر بشریت کا نقاب نہ رہتا تو کوئی شخص حضرت کو دیکھ نہ سکتا تھا حضرتؐ کے نور کو اللہ تعالیٰ جب حضرتؐ کے آبا کے پشتون سے امہات کے رحم مین لاتا تھا تو وہ نور انکی پیشانی پر چمکتا تھا یوسف علیہ السلام کو آدہا حسن عطا ہوا تھا ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام حسن وجمال عطا ہوا۔ داؤد علیہ السلام کے ہاتھ لگانے سے لوہا نرم ہوتا تھا ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مین پتھر نرم ہوگیا ،، ہجرت کے وقت ام معبد کی ایک لاغر بکری کو جو ضعف کے باعث چراگاہ نہ جاکے رہگئی تھی ،، اسکے تھنون مین دودھ کا ایک قطرہ بھی نہ تھا جب حضرتؐ نے اپنا دست مبارک اوسکے تھنون پر لگایا تو وہ نرم ہوگئے اور آپ نے اوسکا دودھ نچوڑا تو دودھ سے ظروف تمام بھر گئے۔ سلیمان علیہ السلام کو جو فضیلت عطا ہوئی وہ یہ تھی کہ اون سے پرندے سخن

کرتے تھے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے زیادہ فضیلت ملی کہ آپ سے پتھر اور درخت سخن کرتے تھے اور سنگریزون نے آنحضرتؐ کے دست مبارک مین تسبیح کی اور زہر آلود گوشت بات کیا اور جانورون مین مثل ہرن اور اونٹ خچر بھیڑیا اور سوسمار (گھوڑپھوڑ) سخن کئے۔ اور سلیمان علیہ السلام کے ہاتھ مین جنات مسخر ہو گئے تھے تاکہ آپ ان سے کام لیوین اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر جنات ایمان لائے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح انسان کے لئے مبعوث ہوئے تھے اوسیطرح جنات کے طرف بھی مبعوث ہوئے بخلاف سلیمان علیہ السلام کے کہ وہ جنات کیطرف مبعوث نہین ہوئے تھے۔ اور ہوا کو سلیمان علیہ السلام کے حکم پر مسخر کیا تھا ایک روز مین ایک ماہ کا راستہ طے کرتی تھی جس جانب سلیمان علیہ السلام تخت لیجانیکا حکم دیتے وہان پر لیجاتی تھی۔ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو براق ملا وہ ہوا سے زیادہ سرعت سے جاتا تھا بلکہ بجلی کی چمکار سے تیز تر تھا ایک ساعت مین فرش سے عرش تک لے گیا۔ سلیمان علیہ السلام کے لشکر مین جن وانس اور طیور رہتے تھے۔ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر مین جبرئیل میکائیل علیہما السلام اور فرشتے حاضر ہوتے تھے اور جہان کہین آنحضرت تشریف فرما ہوتے وہان فرشتون کی جماعت ساتھ ساتھ رہتی تھی اور حضرت جب غار مین چھپے تو کبوتر نے آشیانہ باندھا اور انڈے دئیے اور فتح مکہ کے روز کبوتر آپ پر سایہ کئے ہوئے تھے اور سلیمان علیہ السلام کو ایسا ملک عطا ہوا تھا کہ ان کے بعد کسیکو نہ ملا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے اختیار دیا کہ اگر چاہے تو آپ بادشاہ رہین یا بندہ۔ آنحضرتؐ نے بندگی اختیار کی یہ ایسا ملک ہے کہ

جسکو کچھ زوال نہین اور عیسیٰ علیہ السلام کو جو فضیلت ملی وہ یہ تھی کہ گنگ اور کوڑی
ان کے حکم سے چنگا ہوتے تھے۔ ہمارے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اوس سے زیادہ
فضیلت یہ ملی کہ جس قسم کا مریض آتا اور وہ شفا پاتا تھا آجتک بھی مدینہ منورہ
کی غبار کو مجذوم شخص کھاوے تو صحت پاتا ہے۔ اور عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو
زندہ کرتے تھے۔ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مردون کو زندہ کیا ہے
بیہقی دلائل النبوہ مین روایت کئے ہین کہ ایک شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اسلام کی دعوت دی تو اوس نے کہا کہ میری مردہ لڑکی جب تک زندہ نہ ہو
ایمان نہ لاؤنگا۔ پھر آنحضرتؐ نے اوس کے ہمراہ اوس لڑکی کی قبر پہ جاکے اوسکو پکارا
تو اوس لڑکی نے جواباً لبیک وسعدیک کہا۔ پھر حضرتؐ نے اوسکو کہا کہ کیا دنیا مین
آنا دوست رکھتی ہے تو۔ اس نے کہا کہ یا رسول اللہ مین آخرت کو دنیا سے بہتر پائی
اسلئے دنیا مین آنا نہین چاہتی۔ اور بھی روایت مین آیا ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ کے
گھر مین ایک مہمان آیا تو انہون نے بکرے کا ایک بچہ ذبح کیا تو انکے بڑے لڑکے نے
بکرے کے ذبح کو دیکھکر اپنے چھوٹے بھائی کو ذبح کر ڈالا۔ جب اوسکی والدہ نے یہہ
حال دیکھا تو لڑکے کو پکڑنے پیچھے دوڑی تو لڑکا مکان کے چھت سے زمین پر گر پڑا
اور فوراً روح پرواز ہوگئی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعا فرمانے
سے ہر دو لڑکے زندہ ہوگئے۔ علاوہ اسکے اور بھی مُردون کو زندہ کرنے کے
احادیث آئے ہین۔ یاد رکھئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض اسماء حسنیٰ سے بعض
انبیاء علیہم السلام کو موسوم کیا تاکہ اونکی فضیلت بڑہے اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم کو اپنے اکثر اسماء سے نام رکھکر سب پر تفضیل دی اور وہ اسماء درج

ذیل ہین جن سے آپ کا نام رکھا ہے۔
اللہ تعالیٰ کا نام اَلْحَمِیْدُ ہے جسکی معنے حمد کیا گیا اور حمد کرنے والا۔ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حمید اور محمد اور احمد اور محمود نام رکھا محمد اور محمود کے معنی حمد کئے گئے۔ اور احمد کی معنی بڑی حمد کرنے والا اور بڑی حمد کیا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کا نام اَلرَّؤُفُ اور اَلرَّحِیْمُ ہے ان دونون اسماء کی معنی قریب قریب ایک ہی ہے۔ رؤف کی معنی مہربانی کرنے والا اور رحیم کی معنی بخشنے والا بعض کہتے ہین رؤف کی معنی تابعدارون پر رحم کرنیوالا۔ اور رحیم کی معنی نافرمانی کرنے والون پر رحم کرنے والا اور اپنے حبیب صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ہر دو نام رکھے اور اللہ تعالیٰ کا نام اَلْحَقُّ ہے اور اُسکی معنی موجود اور ثابت ایسا جو اسکا امر متحقق ہے۔ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی وہ نام رکھا۔ اور اللہ تعالیٰ کا نام اَلْمُبِیْنُ ہے یعنے اس کا امر الوہیت بیّن اور آشکارا ہے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہ نام رکھا یعنے آپکا امر رسالت بیّن اور آشکارا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا نام اَلنُّوْرُ ہے۔ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی وہ نام رکھا۔ اللہ تعالیٰ کا نام اَلشَّہِیْدُ ہے اسکی معنی خبردار اور شاہد اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی وہ نام رکھا۔ اللہ تعالیٰ کا نام اَلْکَرِیْمُ ہے اسکی معنے کرم کرنیوالا اور بہت معاف کرنے والا آپ کا بھی وہ نام رکھا۔ اللہ تعالیٰ کا نام اَلْعَظِیْمُ ہے اس کی معنی بڑی بزرگی والا۔ آپ کو بھی اس نام سے نامزد کیا۔ اور اَلْجَبَّارُ ہے اس کی معنی زبردست غالب اور اصلاح کرنے والا۔ یہ نام

بھی آپ کا رکھا اور اَلْخَبِیْرُ ہے اس کی معنی چیزون کی کنہیات پر اطلاع رکہنے والا اور انکی حقیقت جاننے والا بعض کہتے ہین اس کی معنی خبر دینے والا آپ کا بھی وہ نام رکھا اور اَلْفَتَّاحُ ہے اسکی معنی حکومت کرنے والا رزق و رحمت کے دروازے کھولنے والا اور مشکلات آسان کرنے والا۔ آپ کا بھی وہ نام رکھا اور اَلشَّکُوْرُ ہے یعنے شکر قبول کرنے والا اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی وہ نام رکھا اور اَلْعَلِیْمُ ہے یعنے سب جاننے والا اور عَلَّامُ الْغُیُوْبِ وَالشَّہَادَۃِ آپ کا بھی نام علیم کہا اور علم غیب سکھلایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیب کی جو خبرین دی بتواتر ثابت ہے آپ کو عالم الغیب کہنا جائز ہے۔ اور اَلْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ ہے اور آپکا بھی یہ نام رکھا اور اَلْقَوِیُّ ہے اسکی معنی قوت والا آپ کا بھی یہ نام رکھا اور ذُوالْقُوَّۃِ الْمَتِیْنُ ہے اور یہہ نام بھی آپ کا رکھا۔
اَلْوَلِیُّ اور اَلْمَوْلٰی ہے اور آپکو بھی یہ دونون نام دئے۔ اور اَلْعَفُوُّ ہے اس کی معنی بہت معاف کرنے والا آپ کا بھی وہ نام رکھا اور اَلْہَادِیُّ ہے اس کی معنی مقصود کو پہونچانے والا اور راہ دکہانے والا آپکا وہ نام بھی رکھا لیکن پہلا معنی اللہ تعالی کے لئے مخصوص ہے دوسرا معنی مشترک اللہ تعالی اور اسکے رسول کے لئے اَلْمُؤْمِنُ اور اَلْمُهَیْمِنُ ہے بعض کہتے ہین ان دونون اسماء کے ایک ہی معنی ہین یعنے اپنی الوہیت پر آپ گواہی دینے والا اور امان دینے والا۔ بعض کہتے ہین مہیمن کا معنی نگاہبان اور محافظ ہے آپ کو بھی وہ دونون نام عطا کیا اور اَلْمُقَدَّسُ ہے اسکی معنی نقصان سے

پاک کیا گیا آپ کا بھی وہ نام رکھا اَلْعَزِیْزُ ہے جسکی معنی ہے زبردست .
بے نظیر اور عزت دینے والا۔ آپ کا بھی وہ نام رکھا۔ اللہ تعالی اپنے کو بشارت
اور نذرات کی صفت سے وصف کرتا ہے آپکو بھی بشیر مبشر اور نذیر
نام رکھا۔ فضائل کمالات جو دوسرے انبیا کو عطا نہ ہوئے تھے - مخصوص
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئے حضرت کے علو مرتبت اور ارفع منزلت
پر جو دلالت کرتے ہین وہ بہت سے ہین. تھوڑے سے اس مختصر رسالہ
مین لکھے جاتے ہین ازجملہ خصائص کے یہ ہے کہ اللہ تعالی حضرت کے روح
کو سب ارواح کے پیشتر پیدا کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی تھے آدم علیہ السلام
ہنوز اپنی مٹی مین تھے اور اللہ تعالےٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور مین آنے کے لئے
آدم علیہ السلام اور تمامی مخلوقات کو پیدا کیا - آنحضرت پہلے شخص ہین جنھون نے
اسوقت جبکہ اللہ تعالی نے ازل کے روز اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کہا تو اسکے جواب
مین بلیٰ فرمایا - حق تعالےٰ نے سب انبیا سے اس بات کا عہد لیا کہ جب حضرت مبعوث
ہو تو تم سب اون پر ایمان لانا تب ان سب نے ایمان لانیکا اقرار کیا تو اون کو
نبوت عطا فرمائی اگر انبیا علیہم السلام حضرت کو پاتے تو آپ کے تابع ہوتے -
حضرت کے حمل کے دنون مین بُت اوندھے گر پڑے - شیاطین آسمان پر چڑھنے
سے موقوف کئے گئے اسکے علاوہ بہت سے عجائب و غرائب ظاہر ہوئے
حضرت کا سینہ مبارک چار مرتبہ شق ہو کے علم و حکمت سے بھر گیا . پہلا مرتبہ ایام
طفلی مین جب بنی سعد کے قبیلہ مین تھے - دوسرا مرتبہ آپ کے دس سالہ
سن مین . تیسرا بوقت مبعوث ہونے کے اور چوتھا شب معراج مین ہوا

از انجملہ خصائص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ہے کہ حق تعالیٰ حضرتؐ کے
ہر ہر عضو شریف کو قرآن شریف مین ذکر کیا ہے جیساکہ دل کو ذکر کیا نَزَلَ
بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ عَلَىٰ قَلْبِكَ، زبان کا ذکر فرمایا کہ فَإِنَّمَا
يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ اور فرمایا وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ، آنکھ
کے متعلق فرمایا مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ، منہ کے متعلق ذکر کیا
قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ، گردن کے لئے فرمایا
لَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ، سینہ اور پشت کے متعلق
فرمایا أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ.
الَّذِي أَنقَضَ ظَهْرَكَ. از انجملہ حق تعالےٰ حضرتؐ کو بہشت سے
کھانا کھلاتا تھا اور پانی پلاتا تھا۔ حضرتؐ کے کپڑون پر کبھی مکھی نہین
بیٹھتی تھی نہ مچھر کاٹتا تھا۔ اور نہ جون ایذا دیتی تھی۔ حضرتؐ اُمّی
تھے۔ پھر قرآن شریف نازل ہوا اور علم اولین وآخرین کا اللہ تعالےٰ نے عطا کیا
قرآن شریف تبدیل اور تحریف سے ہمیشہ محفوظ رہا ہر چند کہ ملحدون نے
وقتاً فوقتاً بہت سعی کی تاکہ اوسکو تغیر اور تبدل کرین لیکن ہرگز اوسپر قادر
نہ ہوسکے۔ حق تعالےٰ اسکا حافظ اور متکفل ہوا اور قرآن شریف کا
حفظ مسلمانون کے لئے آسان ہو لاکھون اشخاص اسکو زبانی یاد کئے اور کرتے
ہین بخلاف سابق کے کتب کہ اوسمین بہت کچھ تغیر وتبدل ہوچکا ہے ایک نسخہ
دوسرے نسخہ کا مخالف اور سابق کے امتون مین ایک شخص بھی اپنی کتابون
کو زبانی یاد نہ کرسکا اور ان کے انبیاء کے سوائے دوسرے کسیکو یاد

نہ ہوتی تھین. آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت نے دوسرے سب شریعتون
کو منسوخ کردیا۔ آپ کی شریعت قیامت تک قائم رہے گی. آپ رسول
الثقلین ہین یعنے تمامی جن وانس وملایکہ وغیرہم کے طرف مبعوث ہوے ہین
بخلاف سابق کے پیغمبرون کے کہ وہ صرف اپنی قوم کے لئے ہی مبعوث
ہوتے تھے۔ آپ کے اور آپ کی امت کے لئے غنیمت کا مال حلال
ہوا بخلاف اسکے سابقہ پیغمبرون پر حلال نہ تھا۔ آپ کے معجزے دیگر تمامی
انبیاء کے معجزون سے زیادہ ہین. چنانچہ مروی ہے کہ آپ سے تین ہزار
معجزے ظاہر ہوئے ہین۔ آپ خاتم الانبیاء والمرسلین ہین. آپ کے
بعد کوئی پیغمبر نہین۔ آپ کی امت خیرام ہے اور تمامی امتون سے زیادہ ہے
آپ بہترین اولاد آدم سے اور سیدالعالمین ورحمۃ للعالمین ہین اور حق
سبحانہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو اونکے نامون سے ندا کیا ہے بخلاف پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم کے کہ آپ کا نام لیکے ندا نہ کیا بلکہ فرمایا یَاَیُّهَا النَّبِیُّ ، یَاَیُّهَا
الرَّسُوْلُ ، یٰسٓ ، طٰهٰ اور غایت محبت سے یَاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ
یَاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ سے مخاطب کیا۔ آنحضرت کا نام مبارک لیکر آپس مین
جسطرح ندا کرتے ہین اوس طرح ندا کرنے کو امت پر حرام کیا ہے۔ ازانجملہ آپ پر
جھوٹھ بولنا دوسرون پر جھوٹھ بولنے کے مانند نہین ہے۔ اور آپ کے ازواج
مطہرات امہات المومنین ہین۔ حق سبحانہ تعالیٰ آپ کے حیات کی اور شہر
کی اور زمانہ کی قسم کھاتا ہے جو آپ کے خصوصیات سے ہے. اور حق سبحانہ تعالیٰ
نے تمامی خزائن کے کنجیان حضرت کے تفویض کی ہین۔ اور تمامی مخلوقات کا

رزق حضرت کے اقتدار مین رکھا ہے۔ آپ کے پاس اسرافیل علیہ السلام آئے تھے
جو کسی نبی کے پاس نہین آئے۔ آنحضرتؐ کا نام مبارک اپنے اولاد کو رکھنا موجب
برکت اور نفع دارین ہے آنحضرتؐ کسیکو پکارین تو اوس شخص پر جواب دینا
فرض تھا اگرچہ نماز مین بھی ہو۔ آپ پر درود بھیجنا فرض ہے آن حضرتؐ کو
کسی نے خواب مین دیکھا تو وہ بے شک آپ ہی کو خواب مین دیکھا کیونکہ آپ کی
صورت مبارک مین آنے کی اللہ تعالےٰ نے شیطان کو قدرت نہین دی ہے۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بغیر گناہ صادر ہونیکے اللہ تعالےٰ نے آپ کے
اگلے پچھلے گناہ بخشدئے۔ آپ کا نام مبارک اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ
ملا ہوا ہے آپ کی اطاعت عین اطاعت اللہ تعالیٰ کی ہے۔ آپ کی
دوستی عین دوستی اللہ تعالیٰ کی ہے۔ آپ کا نام مبارک اللہ تعالیٰ
کے نام کے ساتھ عرش پر بہشت کے محلون پر بہشت کے دروازون اور دریچون
پر حورون کے سینون پر، طوبےٰ کے درخت سدرۃ المنتہیٰ کے درخت
کے پتون پر، آسمانون پر، حجاب کے اطراف اور فرشتون کے آنکھون مین
لکھا ہوا ہے۔ مروی ہے کہ آدم علیہ السلام نے اپنی تقصیر سرزد ہونے کے
بعد کہا کہ اے پروردگار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے میری تقصیر معاف
کر تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ محمد کو تو مین نے پیدا نہین کیا پھر تم کیونکر اوسکو جانے۔
آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ مین بہشت کے ہر جگہہ دیکھا تو وہان لکھا ہوا ہے
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ ازانجملہ میت
سے قبر مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سوال کیا جاتا ہے کہ جو شخص

تم مین مبعوث ہو اسکے حق مین کیا کہتے ہو؟ اگر یہ میت مسلمان ہو تو جواباً کہتا ہے
کہ مین گواہی دیتا ہون کہ وہ اللہ کے بندہ اور اسکے رسول ہین ۔ از انجملہ
رسول اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی جگہہ تمامی جگہہ سے بہتر ہے یہان تک کہ
کعبۂ شریف اور عرش عظیم سے بھی بڑھکر ہے ۔ آپ کی قبر شریف اور مسجد
نبوی کے منبر کے درمیان ایک روضہ ہے جنت کے روضون سے ۔ آنحضرت
پر امت کے اعمال ہر روز عرض کئے جاتے ہین پھر حضرت امت کے لئے استغفار
فرماتے ہین ۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلے شخص ہونگے جو قبر سے نکلینگے اور قیامت
کے موقف مین آوینگے ۔ پھر پہلے شخص ہین جو پلصراط پر سے گذرینگے اور جنت
کے دروازہ کو ٹھوکینگے ۔ جنت مین داخل ہونگے اور پہلے شخص ہین جو شفاعت
کرینگے ۔ حضرت براق پر سوار ہو کے جنت کا فاخرہ اور نفیس لباس زیب بدن
فرماکے حشر مین تشریف فرما ہون گے ۔ آپ اور آپ کی امت ایک بلند مقام
پر ٹھہرے رہے گی ۔ آنحضرت کو شفاعت عظمیٰ عنایت ہو گی سب لوگ موقف کے
حضرت آدم ۔ نوح ۔ ابراہیم اور عیسیٰ علیہم السّلام کے نزدیک
بغرض شفاعت آوینگے تو حضرات مذکورین فرمائینگے نفسی نفسی آخر سب حضرت محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آوین گے ۔ آپ شفاعت کرینگے اور فرمائین کے
یَا رَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ ۔ آپ کو مقام محمود عطا ہو گا ۔ مروی ہے عبداللہ
بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ مقام محمود وہ مقام شفاعت کا ہے اور
عرش کے سیدہے جانب آنحضرت کے کھڑے رہنے کی جگہ ۔ وہان بجز آپ کے
کوئی کھڑا ہو نہین سکیگا ۔ اور سب اولین و آخرین آرزو کرینگے ۔ اسی مقام

پر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے واسطے شفاعت کرینگے۔ اور حضرت کو لواء حمد یعنے جھنڈا حمد کا عطا ہوگا آدم اور سب انبیاء علیہم السلام اوس کے نیچے رہینگے۔ اور حضرت کو حوض کوثر عنایت ہوگا اس کا پانی شہد سے زیادہ شیرین اور دودھ سے زیادہ سفید ہے۔ اسکے کوزے ستارون سے زائد ہون گے، اوس کی مسافت ایک مہینے کی راہ کی ہے اَللّٰھُمَّ یَارَبِّ احْشُرْنَا فِیْ زُمْرَةِ وَتَحْتَ لِوَائِهٖ وَاسْقِنَا بِكَاْسِهٖ وَانْفَعْنَا بِمَحَبَّتِهٖ اٰمِیْنَ یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ؕ

دوسرا ذکر از فضایل اہلبیت رضی اللہ عنہم اجمعین کے

معلوم کیجیئے اہلبیت سے محبت رکھنا سب پر فرض ہے اور اونکی عداوت دلکی تاریکی اور نفاق کی علامت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اہلبیت کی مثال نوح علیہ السلام کی کشتی کے مانند ہے جو کوئی اوس کشتی پر سوار ہوا تو نجات پایا اور جو خلاف کیا تو ہلاک ہوا۔ یہ بھی حدیث شریف مین آیا ہے کہ بہترین شخص تم مین سے وہ ہے جو میرے بعد میرے اہل کے ساتھ نیکی کرے۔ حدیث مین آیا ہے کہ مین نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا ہے کہ میری اہلبیت سے کسیکو دوزخ مین داخل مت کر۔ مروی ہے جو کوئی میرے اہلبیت کے ساتھ احسان کرے تو قیامت کے روز مین اوس کا بدل کرونگا۔ مروی ہے کہ ستارے امان اہل آسمان کے ہین اور میری اہلبیت میری امت کے امان ہین۔ مروی ہے کہ چار گروہ ہین مین قیامت مین ان کا شفیع ہونگا۔

پہلا وہ جو میری ذریت کی اکرام کرے۔ دوسرا وہ جو اون کی حاجت کو ادا کرے تیسرا وہ جو اون کے اضطرار کے وقت اون کے کامون مین سعی کرے۔ چوتھا وہ جو اونکو دل و زبان سے دوست رکھے۔ اہلبیت کی شان مین قرآن شریف مین ارشاد ہوا ہے اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا۔ یعنے اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے گندی باتین اے اس گھر والو۔ اور پاک کرے تم کو اچھا پاک کرنا۔ محققین کہتے ہین کہ اس آیت مین اہلبیت سے مراد آنحضرت کی اولاد اور ازواج اور بنی ہاشم و بنی مطلب مراد ہین جن پر صدقہ لینا حرام ہے۔ اس گلزار مین دو چمن ہین۔ پہلا چمن ازواج مطہرات کے احوال مین اور دوسرا چمن اولاد کے بیان مین

پہلا چمن ازواج مطہرات کے بیان مین

حضرت کے ازواج مطہرات کا حکم تعظیم و توقیر و حرمت نکاح مین ماں کے مانند ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّھَاتُھُمْ یعنے حضرت کے ازواج مطہرات مومنون کے مائین ہین۔ آپ کو گیارہ بی بیان تھین۔ اونکی تفصیل یہہ ہے:۔

بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد بن اسد ان کی والدہ کا نام فاطمہ بنت زایدہ ہے۔ بی بی پہلے نکاح مین ابی ہالہ کے تھے۔ اسکے بعد عتیق بن عائذ نے نکاح کیا۔ اسکے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش از نبوت کے بیس اونٹ مہر سے نکاح فرمایا اسوقت بی بی کی عمر چالیس سال کی تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پچیسوان سال تھا۔ بعثت کے بعد سب کے آگے ایمان لائے ان کی زندگی تک نبی

صلی اللہ علیہ وسلم دوسری بی بی کو نکاح نہ کئے اور حضرت کے بی بیون مین سب سے افضل یہی ہین ۔ حضرت کی اولاد تمامی انہین سے ہوی مگر ابراہیم کہ ماریہ قبطیہ رض کے بطن سے ہوئے ۔ بی بی کے فضائل بے شمار ہین ۔ مروی ہے کہ ایکبار جبرئیل علیہ السلام نے آکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ خدیجہ آپ کے لئے کھانا لاتے ہین انکو اللہ تعالے نے سلام کہا ہے ۔ اور بشارت دیا ہے کہ ایک گھر کی بہشت مین موتی کا جس مین رنج و تکلیف نہین ۔ بی بی کی وفات بعثت کے دسوین سال مکہ مکرمہ مین رمضان مین ہوی ۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے حجون کے قبرستان مین دفن کئے جو اب جنت المعلی کے نام سے مشہور ہے ۔ بی بی کی عمر ۶۵ سال کی ہوی آنحضرت کو اُن کے وفات سے بہت غم ہوا ۔ آپ کے ساتھ پچیس سال رہے ۔

بی بی سودہ رضی اللہ عنہا بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود ۔ اور والدہ کا نام شموس بنت قیس بن یزید انصاریہ ہے ۔ بی بی کی ولادت مکہ معظمہ مین ہوی ۔ پہلے نکاح مین سکران بن عمر بن عبد شمس کے تھے ۔ بعثت کے اوائل زمانہ مین اپنے شوہر کے ساتھ مشرف باسلام ہوئے سکران کے وفات کے بعد بعثت کے دسوین سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بی بی کا عقد ہوا ۔ مہر چار سو درم شوال ۵۴ھ ہجری مین اور بقول عمر رضی اللہ عنہ کے اخیر خلافت مین ان کی وفات ہوی ، مدینہ منورہ کے قبرستان بقیع مین دفن کئے گئے ۔

بی بی عایشہ صدیقہ بنت امیر المومنین ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا ۔ آپکے والدہ کا نام ام رومان ہے اور ولادت بعثت کے بعد چار سال کے

بقولے پانچ سال کے ہجرت کے آگے آٹھ سال کے ہوی۔ شوال مین بعثت کے دسوین سال آنحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح مین آئے چارسو درم مہر سے بی بی کا سن اسوقت چھ سال۔ بقولے سات سال کا تھا۔ ہجرت کے پہلے سال بقولے دوسرے سال مدینہ منورہ مین ان کا زفاف ہوا۔ آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے وقت انکی عمر اٹھارہ سال کی تھی۔ بجز آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کنواری (باکرہ) عورت کو نکاح نہین فرمایا۔ آپ کے فضائل مین بہت سے احادیث وارد ہوے ہین۔ آپ کی برأت مین قرآن شریف کی دس آیت نازل ہوی ہین۔ بخاری وغیرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپ کے پاس کون آدمی بہت دوست ہے تو فرمایا عایشہ۔ پھر پوچھا گیا کہ مردون سے کون ہے تو فرماے اس کا باپ۔ اور بھی مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عایشہ کی فضیلت بی بیون پر مثل ثرید کے ہے کھانون مین۔ بی بی بڑے فقیہہ، عالمہ اور فصیحہ تھے۔ قرآن کی معانی حلال وحرام کے احکام اور عرب کے اشعار سے خوب ماہر تھین۔ اپنے وقت پر فتویٰ دیا کرتے تھے بسبب ذکاوت وفہم کے آنحضرت ؐ کے حضور مین بڑی جرأت کے ساتھ سخن کرتی تھین۔ حضور مقدس مین انکو ناز و نیاز تھا جیسا کہ محبوب اور محبوبون مین رہا کرتا ہے۔ ۵۸ھ ہجری مین وفات ہوی۔ بقیع مین دفن کئے گئے چھیاسٹھ ۶۶ سال کا سن ہوا۔

بی بی حفصہ بنت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما آپ کے والدہ کا نام زینب بنت مظعون ہے۔ ولادت بعثت کے پانچ سال قبل ہوی۔ خنیس بن حذافہ

بن سہمی کے نکاح مین تھے اسلام لاکر انہین کے ہمراہ مدینہ کو ہجرت کئے ۔ بدر کے
جنگ کے بعد خنیس رضی اللہ عنہ کا وفات ہوا تو پھر بی بی کو بعد ۳ سنہ ہجری اور بقولے
۲ سنہ ہجری آنحضرت نے نکاح فرمایا ایکبر تبہ بی بی سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خفا ہو کر ایک
طلاق رجعی دیدی ۔ عمر رضی اللہ عنہ کو اس سے نہایت رنج ہوا ۔ اس عرصہ مین جبرئیل
علیہ السلام وحی لائے کہ اللہ تعالیٰ حکم کیا ہے کہ حفصہ سے رجوع کرلین کیونکہ وہ بہت
روزے رہتی ہے شب کو نماز پڑھتی ہے تمہاری عورت ہے بہشت مین ۔
پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان سے رجعت کئے ۔ وفات جمادی الاول ۴۱ سنہ ہجری
کو اور بقولے شعبان ۴۵ سنہ ہجری کو ہوی ۔ عمر ۶۰ ساٹھ سال کی تھی

۵
بی بی زینب بنت خزیمہ بن حارث رضی اللہ عنہا ۔ والدہ کا نام ہندہ بنت
عوف ہے ۔ بی بی بہت سخی تھین ۔ فقراء کو بہت کھلایا کرتی تھین اسلئے آپ کی
کنیت ام المساکین مشہور تھی طفیل بن حارث کے نکاح مین تھے اوسکے طلاق دینے
کے بعد اوسکے بھائی عبیدہ بن حارث نے نکاح کیا اور آخر الذکر جنگ بدر مین شہید
ہوے ۔ پھر ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان ۳ سنہ ہجری مین نکاح کئے ۔
ایک قول ہے وہ بی بی عبداللہ بن جحش کے نکاح مین تھے اور ان کے
شوہر عبداللہ رضی اللہ عنہ جنگ احد مین شہید ہوگئے بعد نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نکاح کئے ۔ پھر آٹھوین مہینے کے بعد بقولے دو مہینے بقولے تین مہینون کے
غرہ ربیع الآخر ۴ سنہ مین وفات ہوی جنت البقیع مین ازواج مطہرات کے قبے مین
ان کو دفن کیا گیا تیس سالہ عمر ہوی ۔

۶
بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا ان کا نام ہند بنت ابی امیہ بن المغیرہ بن عبداللہ ہے

پہلے ابوسلمہ بن عبدالاسد کے نکاح مین تھے حبش کے دو ہجرت اور اوسکے بعد مدینہ
منورہ کی ہجرت اپنے شوہر کے ساتھ کی ہین احد کے جنگ کے بعد ابوسلمہ کا انتقال
ہوا۔ بعد ایام عدت انکا نکاح نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شوال سنہ ۴ ہجری مین
ہوا بعوض مہر دس درم کا اسباب غایت ہوا۔ بی بی کی وفات ۲۔ ربیع الآخر سنہ ۶۱
یا سنہ ۶۲ مین ہوی۔ بقیع مین دفن کئے گئے۔ عمر چوراسی ۸۴ سال کی ہوی جملہ امہات
المومنین مین ان ہی کی اخیر وفات ہوی۔

بی بی زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش بن رباب انکی والدہ کا نام امیمہ بنت عبدالمطلب تھا
جو آنحضرت کی پھوپی ہین۔ زید بن حارثہ فرزند متبنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بی بی کا
عقد ہوا۔ پھر زید طلاق دینے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم امر الہی سے اپنے
ازواج مطہرات مین داخل فرمائے۔ ان کا نکاح اللہ تعالی کے ہان باندھا گیا۔
جبرئیل علیہ السلام گواہ ہوے۔ یہ نکاح ہجرت کے چوتھے یا پانچوین یا تیسرے سال
ماہ ذی قعدہ مین ہوا۔ بی بی کا سن پینتیس سال کا تھا۔ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا
فرماتی ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مین میرے مرتبہ کے برابر تھی تو
زینب کو ہی تھی وہ صدقہ بہت دیا کرتے تھے۔ ان کی وفات سنہ ۲۰ ہجری بقولے
سنہ ۲۱ ہجری کو ہوی۔ بقیع مین دفن کئے گئے۔ عمر پچاس ۵۰ سال کی بقولے ترپن ۵۳ سال
کی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ازواج مطہرات سے پہلے انہی کی وفات ہوی۔

بی بی جویریہ رضی اللہ عنہا بنت الحارث بن ابی ضرار۔ پہلے نکاح مین مسافع
بن صفوان مصطلقی کے تھے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی مصطلق کی جنگ
مین فتح پائی تو یہ مال غنیمت مین حاصل ہوئی اور ثابت بن قیس کے حصہ مین

ملی ۔ انہوں نے نون اوقیہ دینے پر آزادی لکھہ دی تو بی بی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا پس حضور شریف نے کتابت کا مال ادا فرما کے آزاد فرمایا. اور پھر چار سو درم کے مہر سے بی بی کو نکاح کیا. یہ واقعہ شعبان ۵ھ یا ۶ھ ہوا. اوسوقت آپ کی عمر بیس سال کی تھی. آپ کا زہد و تقوی بڑا تھا. عبادت بہت کیا کرتے. وفات ربیع الاول ۵۶ھ بقولے ۵۰ھ ہجری مین ہوی. پینسٹھ ۶۵ سال کی عمر ہوی. بقیع مین دفن کئے گئے.

۹

بی بی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ان کا نام رملہ بنت ابی سفیان بن حرب رضی اللہ عنہما اور انکی والدہ صفیہ بنت ابی العاص بن امیہ تھے. ولادت بعثت کے قبل سترہ سال کی ہوی. پہلے عبید اللہ بن جحش کے نکاح مین تھے. دونون اسلام لاکر حبش کی دوسری ہجرت کین وہان جاکر عبید اللہ بن جحش مرتد ہوکر دین نصرانی قبول کرلیا اور بعد چند روز کے وہین فوت ہوا. اوسکے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن امیہ ضمری صحابی کو نجاشی کے پاس بھجوایا تاکہ ام حبیبہ کو اپنے لئے نکاح کرین ام حبیبہ نے اس مژدہ سے راضی ہوکر اپنے جانب سے خالد بن سعید بن العاص کو وکیل بنایا. نجاشی نے تمام مسلمانون کو جمع کرکے چار سو دینار مہر سے نکاح کردیا اور مہر بھی اوسیوقت اپنے جانب سے ادا کردیا حاضرین کو کھانا کھلایا اور شرحبیل بن حسنہ کے ہمراہ مدینہ منورہ کو روانہ کیا اور یہ واقعہ ۶ھ مین ہوا. بی بی بہت پاکیزہ ذات اور نیک صفات عالی ہمت بڑی سخاوت والی تھین. ۴۴ھ یا ۴۲ھ مین وفات ہوی. بقیع مین دفن کئے گئے اور چوہتر برس کی عمر ہوئی.

۱۰

بی بی صفیہ رضی اللہ عنہا بنت حیی بن اخطب ہارون علیہ السلام کی اولاد مین تھے بنی النضیر کے قبیلے کے سردار کی لڑکی ہوتی ہین. سابق نکاح مین

سلام بن مشکم کے تھے اسکے طلاق کے بعد کنانہ بن ابی الحقیق کے تھے اور وہ جنگ خیبر مین قتل کیا گیا اور بی بی صفیہ بند مین آئی اور دحیہ کلبی کے حصہ مین گئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دحیہ کو بمعاوضہ اون کے دوسری باندی دیکر آپ صفیہ رض کو لیا اور صفر سنہ ۷ مین نکاح فرمایا اور مہر کے درعوض آزادی مقرر کی. اس وقت بی بی کا سن سترہ سالہ سے کم تھا. وفات سنہ ۵۰ بقول سنہ ۵۲ کو معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلافت مین ہوی بقیع مین دفن کئے گئے.

بی بی میمونہ رضی اللہ عنہا بنت الحارث بن حزن پہلے مسعود بن عمر ثقفی کے نکاح مین تھے اسکے بعد ابو رہم کو نکاح کی ہین - پھر ذی قعدہ سنہ ۷ ہجری مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فرمایا. وفات سنہ ۵۱ مین مکہ معظمہ سے دس میل پر سرف مین ہوی. بی بی کا نکاح اور زفاف بھی وہین ہوا تھا. اور اسّی سالہ عمر ہوی.

دوسرا چمن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کے مناقب مین

قاسم رضی اللہ عنہ آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے صاحبزادہ اور انہین کے نام سے آنحضرت کی کنیت ابو القاسم ہوی. بعثت کے قبل ان کا انتقال ہوا. عمر قریب دو سال کے تھی. عبد اللہ رضی اللہ عنہ مکہ معظمہ مین بعثت کے بعد متولد ہوے اور ایام طفلی مین وفات ہوی. طیب و طاہر ان کا لقب تھا. ابراہیم رضی اللہ عنہ ذی الحجہ سنہ ۸ ہجری مین بوقت شب آپ کی ولادت ہوی اور وفات ۱۰ ربیع الاول سنہ ۱۰ ہجری مین ہوا اس وقت عمر شریف ڈیڑہ سال کی تھی. بعض کہتے ہین سولہ ماہ کی ہوی تھی. ان کے

انتقال کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لیگئے اور انکو حضرت کے گود
مین لاکر دئیے انکو دیکھ کر آپ کے چشم مبارک سے اشک جاری ہوے اور یہ
ارشاد فرمایا کہ آنکھ آنسو بہاتے ہیں اور دل درد کرتا ہے اور ہم ایسی بات نہین
کرتے جس سے رب ناخوش ہو تیرے فراق مین ابراہیم ہم غمگین ہین۔ بی بی
زینب رضی اللہ عنہا بڑی صاحبزادی ہین اس مین اختلاف نہین ہے۔ مگر
قاسم بڑے تھے یا زینب اختلاف ہے۔ آن کی ولادت بعثت کے دس سال
قبل ہوی اور ان کا نکاح ابو العاص بن الربیع سے جو بی بی خدیجہ کے ہمشیر زادہ
ہین ہوا۔ بی بی زینب بعد بعثت کے اسلام لاکر ہجرت فرمائی اور اپنے شوہر
ابو العاص کو شرک کے باعث ترک فرمادی بعدہ ابو العاص مشرف باسلام
ہوے تو بی بی کو اون کے حوالہ فرمایا۔ بی بی کا وفات ۸ھ ہجری مین ہوا۔
انکو ایک فرزند علی نامی تھے جو فتح مکہ معظمہ کے روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
ہمراہ سانڈنی پر سوار تھے۔ آنحضرتؐ کے حیات مین وفات ہوی قریب
بلوغیت کے پہونچے تھے۔ اور ایک لڑکی امامہ نام کی ہوی۔ بی بی فاطمہ رضی اللہ
عنہا کے وفات کے بعد انکو علی رضی اللہ عنہ بیاہ کئے۔ حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ
کے وفات کے بعد مغیرہ بن نوفل بن حارث کو نکاح کی ہین انہین کے پاس بی بی کا
انتقال ہوا اور انکو مغیرہ سے ایک فرزند تولد ہوا جن کا نام یحیی تھا۔ بی بی
رقیہ رضی اللہ عنہا بعثت کے سات برس قبل تولد ہوئی۔ انکو عتبہ بن ابی لہب نے
نکاح کیا تھا۔ سورۂ تبت نازل ہونیکے بعد اوس نے قبل از خلوت طلاق دیدیا
پھر رقیہ رضی اللہ عنہا کو مکہ معظمہ مین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح

فرمایا۔ عثمان رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بی بی رقیہ رضی اللہ عنہا اول حبش کی اور پھر مدینۂ منورہ کی ہجرت کی ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم جن ایام مین جنگ بدر مین مشغول تھے اون کا وفات ہوا۔ بقیع مین دفن کئے گئے۔ ان کو حضرت عثمانؓ سے ایک فرزند حبش مین عبد اللہ نامی متولد ہوا تھا۔ بی بی ام کلثوم رضی اللہ عنہا بعثت کے قبل ان کی ولادت ہوی۔ عتیبہ بن ابی لہب سے نکاح ہوا تھا اوس نے قبل از خلوت طلاق دیدی ۳ھ ہجری مین رقیہ رضی اللہ عنہا کے وفات کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ سے بیاہ ہوا۔ ۹ھ ہجری مین ان کا وفات ہوا۔ بقیع مین دفن ہوئین۔ اون کو اولاد نہین ہوی۔

بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بعثت کے قبل پانچ سال کے ولادت ہوی۔ قریش ان ایام مین کعبہ کی مرمت کرتے تھے۔ اور بعض قول مین آپکی ولادت بعثت کے ایک سال قبل ہوی۔ اور آپ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیار بہت تھا۔ چنانچہ منبر پر فرمایا کہ فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے جس نے اونکو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی۔ اور یہہ بھی فرمایا فاطمہ تو جس پر خوش رہے اللہ تعالے بھی اوس سے خوش رہتا ہے اور تم جس سے ناخوش ہو تو اللہ بھی اوس سے ناخوش ہوتا ہے۔ اور بھی فرمایا فاطمہ بہشت کے عورتون کی سردار ہے۔ ہجرت کے دوسرے سال بی بی کو حکم الہی سے علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیاہ فرمایا۔ اوسوقت بی بی کی عمر پندرہ ۱۵ سال اور علی رضی اللہ عنہ کی عمر اکیس ۲۱ سال کی تھی اور آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے بعد چھے ۶ مہینون کے ۳ رمضان ۱۱ھ ہجری شب سہ شنبہ کو بی بی خاتون جنت کی

وفات ہوی۔ بی بی کی وصیت تھی کہ اپنے جنازہ پر کسی کی نگاہ نہ پڑے پس بموجب
وصیت کے شب ہی کو بلا اطلاع کسیکے دفن کئے۔ آپکو تین صاجزادے اور دو
صاجزادیاں ہوے۔ حضرت حسن و حضرت حسین رضی اللہ عنہما ان ہر دو
شاہزادگان کا احوال چوتھے گلزار مین آئے گا۔ اور حضرت محسن ایام
طفلی مین ان کی وفات ہوی۔ اور رقیہ کبریٰ ان کی کنیت ام کلثوم۔ ان
کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ چالیس ہزار درم کے مہر سے نکاح کئے۔ آپکے
شکم سے ایک فرزند زید اور ایک دختر رقیہ پیدا ہوی۔ ان ہر دو کی نسل
باقی نہ رہی۔ عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد بی بی ام کلثوم کو عون
بن جعفر بن ابیطالب نے نکاح کیا۔ انہین کے پاس بی بی کا انتقال ہوا۔ زینب
انکو عبد اللہ بن جعفر نے نکاح کیا۔ ان سے اولاد ہوی اور نسل باقی ہے

تیسرا گلزار عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم کے احوال مین

معلوم کیجئے کہ عشرہ مبشرہ اون دس اصحاب کو کہتے ہین جن کے لئے آنحضرت
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنت مین جانے کی اکٹھی بشارت دی ہے اس گلزار مین
دس چمن لکھے گئے ہین۔ ہر ایک چمن مین ایک ایک صحابی کا احوال بیان کیا گیا ہے

پہلا چمن رفیق غار شفیق امت سید ابرار حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے اقوال مین

آپ کا نام عبد اللہ اور کنیت ابوبکر اور لقب صدیق و عتیق ہے۔ والد کا نام

ابی قحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی۔ اور والدہ سلمیٰ بنت صخر بن عامر۔ آپ کی ولادت۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ و السلام تولد ہونیکے دو سال اور چند ماہ کے بعد ہوی۔ آپکا نشو ونما مکہ معظمہ مین تھا اور وہان سے بجز تجارت کے نہین نکلتے تھے۔ جاہلیت مین اپنی قوم مین بڑے مالدار اور رؤساء قریش سے تھے لوگون کے ساتھ مروت اور احسان بہت کیا کرتے خوش اخلاق سے پیش آتے اور ان کے پاس بہت معزز اور مکرم تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوے اور اسلام کا دور آیا بغیر معجزہ طلب کرنیکے آپ نے اسلام قبول کیا۔ بالغ لوگون مین پہلے جو ایمان لائے وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی تھے۔ اور آپ کے والدین بھی مشرف بہ اسلام ہوے۔ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسلام کے رواج دینے مین کمال جان فشانی کی یہان تک کہ اپنی ریاست کو ترک فرما دیا۔ تمام صحابہ سے افضل شجیع اور سخی تھے۔ غلامون کی ایک کثیر جماعت خرید کر راہ خدا مین آزاد فرمایا آپ کی عفت کمال درجہ پر تھی کبھی شعر نہین فرمایا نہ اسلام مین نہ جاہلیت مین اور نہ جاہلیت مین کبھی شراب استعمال فرمایا۔ نہایت عقلمند اور صاحب فہم تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے مشورہ فرمایا کرتے تھے۔ بہت حلیم متواضع زاہد ورع اور نیکیون مین سب صحابہ پر سبقت کرنیوالے تھے۔ قرآن وحدیث سب صحابہ سے زیادہ جانتے تھے۔ اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آپکا مرض الموت زائد ہوا تو آپ ہی کو امامت کرنیکے لئے حکم فرمایا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہر وقت رہتے تھے چنانچہ تمام جنگون مین ساتھ تھے۔ مدینہ منورہ کو

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہی ہجرت فرمائی ہین اور غار مین صرف
آپ ہی ساتھ تھے۔ آنحضرتؐ کی حیات تک وزیر اور وفات کے بعد خلیفہ ہوے۔
اللہ تعالٰی نے آپ کی مدح مین بہت سی آیتین نازل فرمائی ہین۔ اور آنحضرتؐ
نے آپ کی شان مین بہت سی احادیث بیان فرمائی ہین. بندہ بوجہ اختصار چند
احادیث پر اکتفا کرتا ہے. چنانچہ روایت ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر تم میرے رفیق ہو حوض کوثر پر اور میرے
رفیق ہو غار مین۔ روایت ہے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ ایک روز آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہان تشریف لاکر فرمایا کہ اے
ابوبکر تم اللہ کے آزاد بندہ ہو دوزخ سے پس اوس روز سے اونکا نام عتیق ہوا۔
روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ ہم پر جس کسیکا احسان تھا اوسکا بدلہ دیدیا گیا مگر ابوبکر کا احسان جو ہمپر ہے اسکا
بدلہ قیامت کے روز اللہ تعالٰی دیگا اور کسیکے مال نے مجھے نفع نہین دیا جس قدر کہ
ابوبکر کے مال نے نفع دیا. روایت ہے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے کہ
مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرمایا کرتے تھے کہ جبرئیل علیہ السلام نے
آکر مجھ سے کہا اللہ تعالٰی نے آپکو حکم کیا ہے کہ ابوبکر سے مشورت کیا کرو۔ روایت ہے سہل
بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی
ابوبکر کی خطا کرنے کو مکروہ جانتا ہے. روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرمایا کہ جو کوئی کسی جفت چیز کو اللہ کی راہ مین خرچ
کرے تو وہ بہشت کے دروازون سے بلایا جائیگا کہ اے بندۂ خدا اس دروازہ سے

اگہ وہ بہتر ہے جو کوئی نماز یون مین ہوگا تو اوسکو نماز کے دروازہ سے بلایا جائیگا
جو کوئی جہادیون مین ہوگا تو اوسکو جہاد کے دروازہ سے بلایا جائے گا جو صدقہ
دینے والون مین ہوگا تو اوسکو صدقہ کے دروازہ سے بلایا جائے گا اور جو
روزہ دارون مین ہوگا تو اوسکو ریّان کے دروازہ سے بلایا جائے گا۔
ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگرچہ کسی شخص کو ان تمام دروازون
سے بلانے کی کچہ حاجت نہین لیکن کیا کوئی شخص ایسا بھی ہے جسکو ان تمام دروازون
سے بلاوینگے تو آنحضرت نے فرمایا۔ ہان۔ ایسے بھی لوگ ہین۔ اور مین امید رکھتا
ہون کہ اے ابوبکر تم انہین مین سے ہونگے۔ روایت ہے ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسیکا اس قدر بڑا احسان
مجہ پر نہین جس قدر ابوبکر کا ہے۔ انہون نے میری خبرداری کی اپنی جان و مال سے
اور اپنی لڑکی مجہ سے نکاح کردی۔ روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مین سے آج کسی نے
روزہ رکھا ہے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ مین روزہ رکھا ہون۔
پھر فرمایا۔ تم سے آج کوئی جنازہ کے ساتھ گیا تھا؟ تو ابوبکر نے عرض کیا مین
گیا ہون۔ پھر فرمایا آج کسی نے تم سے کسی مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ ابوبکر نے
عرض کیا کہ مین کھلایا ہون۔ پھر ارشاد فرمایا کہ تم سے آج کوئی بیمار پرسی کے
لئے گیا تھا؟ ابوبکر نے عرض کیا کہ مین نے بیمار پرسی کی ہے تو حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ خصلتین کسی شخص مین پائے جائین تو وہ بہشت
مین جائیگا۔ روایت ہے عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے سواے اگر مین کسی کو اپنا خلیل یعنے دوست جانی ٹہراتا تو ابو بکر کو ٹھہراتا لیکن ابو بکر میرے بھائی اور غار کے رفیق ہین. روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایکبار جبرئیل میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر اوس دروازے کے پاس لے گئے جہان سے میری امت جنت مین جائیگی پس ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یہ میری دلی آرزو ہے کہ مین بھی آپ کے ساتھ رہون تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سن رکھیو اے ابو بکر میری امت سے بہشت مین تم پہلے جاؤگے. روایت ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت مین پرندے ہین بختی اونٹ کے مانند تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ ناعم یعنے فربہ اور خوش مزہ بھی ہو وینگے. پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اوسکے کھانیوالے بھی بہت مترفہ ہو وینگے. اور تم بھی ان کو کھاؤگے. روایت ہے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے کہ انہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو یہ آیت پڑہی يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي (اے نفس چین پکڑے پھر چل اپنے رب کیطرف تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی پھر ل میرے بندون مین اور داخل ہو میری بہشت مین) ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ کیا خوب ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنئے فرشتہ تم کو موت کے وقت یہہ کہیگا". روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مین آسمان پر گیا

تو دیکھا کہ ہر آسمان پر میرا نام محمد رسول اللہ ہے اور میرے پیچھے ابوبکر صدیق ہے
روایت ہے سلیمان بن یسار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک خصلتین
تین سو ساٹھ ہین. جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کی خوبی چاہتا ہے تو اون خصلتون سے
ایک خصلت اوسکو دیتا ہے اور اوس خصلت کے سبب اوسکو بہشت مین داخل
کرتا ہے. ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اون خصائل سے مجھ مین بھی کوئی
خصلت ہے تو ارشاد فرمایا کہ تم مین تمامی نیک خصلتین موجود ہین. روایت ہے
بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن
لوگون مین ابوبکر ہو تو اونکے سواے دوسرا امامت کرنے کے لائق نہین. روایت ہے
انس رضی اللہ عنہ سے کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے ابوبکر رضی اللہ عنہ
نے ابوقحافہ کو آپ کے پاس حاضر کئے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ بہتر ہوتا اس پیر مرد کو گھر ہی رہنے دیا جاتا. ابوبکر کے اکرام کے لئے مین خود
ان کے پاس آتا. روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے جسکو اسلام کی طرف بلوایا اوس نے ابا کیا اور مجھ سے
گفتگو کی مگر ابن قحافہ کو جو بات مین نے کہی اوس نے اوسکو قبول کیا اور اوسپر
مستقیم رہا. روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جس نے اپنا کپڑا تکبر اور پندار سے ٹہر اویگا تو اوسکے طرف اللہ تعالیٰ قیامت
کے روز نہ دیکھیگا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا کپڑا ایک جانب لڑتا ہے کیا مین
اوسکی طرف خیال رکھون تو ارشاد فرمایا کہ تم پندار کے ارادہ سے نہین کرتے ہو.
روایت ہے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

کہ آفتاب کسی پر طلوع و غروب نہ کیا جو افضل ہو ابو بکر سے مگر نبی رہے۔ روایت ہے سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر صدیق تمام لوگون سے بہتر ہین سوائے نبی کے۔ روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکر کی دوستی اور انکا شکر میری تمام امت پر واجب ہے۔ روایت ہے عرفجہ بن ضریح سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین سیف الاسلام ہون اور ابو بکر سیف الردت ہین۔ روایت ہے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگون کا کیا حال ہے میرے عہد کو توڑا اور میرے وزیر اور رفیق غار یعنے ابو بکر کے حق مین مین نے جو وصیت کی تھی اوسکو ضائع کیا وہ میری شفاعت سے محروم ہین۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وفات ہوا بعد پیش از تجہیز و تکفین کے بنی ساعدہ کے سقیفے مین اکثر صحابہ نے آپ کی بیعت کی بعضے صحابہ نے دوسرے روز اور باقی نے تیسرے روز۔ ابو بکر صدیق نے بہت عقلمندی اور ہوشیاری سے تمامی امور کا بند و بست فرمایا۔ آنحضرت کے وفات کے باعث اکثر اعراب مرتد ہو گئے اور بعض زکوۃ سے منحرف ہو گئے تھے اوسوقت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے صائب اور عقل ثاقب سے اون سب کو مطیع اور منقاد فرمایا۔ آپ نے جہاد کا سلسلہ جاری رکھا جسکی وجہ بہت سے ممالک فتح ہوے۔ دو سال سات ماہ تک بقولے دو سال تین ماہ چھبیس یوم خلافت کی۔ ان کے انتقال کا سبب وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھا کیونکہ اسی غم و الم مین انکی حالت روز بروز تغیر و تبدل ہوتی تھی۔ اور اوسکے علاوہ کسی نے انکے کھانے کو زہر آلود بھی کر دیا تھا جسکے کھانے سے مرض سل لاحق ہوا پھر ساتوین جمادی الاُخری کو غسل فرمایا جو نہایت سردی کے دن تھے۔

پندرہ روز تک بخار مین رہکر بائیسوین بقولے تئیسوین جمادی الاخری ۱۳ سنہ ہجری شب
سہ شنبہ کو انتقال فرمایا اور جنازہ کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف اور منبر
کے مابین رکھکر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے امام ہوکر نماز جنازہ پڑہائی اور پیش از صبح کے
رسول اللہ علیہ وسلم کے بازو مدفن ہوے. قبر مین عمر، طلحہ، عثمان، عبدالرحمن بن ابی
بکر رضی اللہ عنہم اترے. آپ کا سن ترسٹھ سال کا تھا. انا للہ وانا الیہ راجعون
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ابو قحافہ رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند کے بعد چھے ماہ
اور زندہ رہکے آخر محرم ۱۴ سنہ کو وفات پائی. انکی عمر ستانو سال ہوی. ابوبکر رضی اللہ
عنہ کا رنگ گورا تھا چہرہ لطیف. بدن لاغر. رخسارے سبک اور قامت خمیدہ. لنگ
کمر سے نیچے ہوجاتی چہرہ پر گوشت نہ تھا. آنکھین اندر گھسی ہوئین. پیشانی اٹھی ہوی
انگلیان پتلی بے گوشت. بال گھنگروالے. حنا اور کتم سے خضاب کیا کرتے تھے. آپکو
تین فرزند اور تین دختران تھین. عبدالرحمن ان کی کنیت ابو محمد ہے بقول
بعضے ابو عبداللہ بقولے ابو عثمان ہے. سب سے بڑے بھی ہین. اور بی بی عائیشہ
کے حقیقی بھائی ہوتے ہین. ان دونون کی والدہ ام رومان تھین. عبدالرحمن صلح حدیبیہ
کے ایام مین مدینہ منورہ کو آکر مشرف بہ اسلام ہوے. بڑے شجیع تھے. تیراندازی
مین ممتاز. یمامے کے جنگ مین شریک تھے. اور مکہ معظمہ کو واپس جاکر دس میل کے
فاصلہ پر انکا مکان تھا وہان آرام کیا اور وہین انتقال ہوا نعش کو مکہ معظمہ مین لاکر دفن
کیا گیا. یہ واقعہ ۵۳ سنہ مین ہوا. بعضے پچپن اور چھپن بھی کہے ہین. عبداللہ ۲
یہ حقیقی بھائی بی بی اسماء کے ہوتے ہین. انکی والدہ کا نام قتلہ تھا اور آپ جوان ہوشیار
تھے جس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غار مین چھپے ان ایام مین عبداللہ شب کو غار مین

رہتے اور سفر کے وقت نکل کے مکہ معظمہ کو آتے مکہ مین جو کیفیت گذرتی اوسکی آنحضرت کو
اطلاع دیا کرتے تھے فتح مکہ حنین اور طائف مین شریک تھے۔ طائف مین تیر لگا۔ پھر
زخم خبگا ہوا۔ اوسکے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خلافت مین وہ زخم تازہ ہو کر
اسی تشکوہ سے ۱۱ھ مین وفات ہوئی۔ **محمد**۔ ان کی والدہ کا نام
اسماء بنت عمیس ہے۔ حجۃ الوداع کے زمانہ مین ۲۵ ذی القعدہ کو ذی الحلیفہ مین
پیدا ہوئے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے زیر پرورش
تھے۔ جمل اور صفین مین آپ کے ہمراہ تھے۔ اسکے بعد انہین مصر کا والی بنا کر روانہ کئے
رمضان ۳۷ھ مین مصر کو پہونچے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کو جب اوسکی خبر ہوئی تو وہ بھی
عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے ماتحت ایک جرار فوج کے ساتھ مصر روانہ کیا تاکہ وہ محمد
کو شکست دے۔ معرکہ ہوا جس مین محمد بن ابو بکر کو شکست ہوئی شکست کے بعد وہ چھپ گئے
پھر صفر ۳۸ھ مین محمد قتل کر دئیے گئے۔ **اسماء**۔ ان کا لقب ذات النطاقین
تھا۔ اونکی ولادت ستائیس برس قبل ہجرت کے ہوئی۔ ابن اسحاق لکھا ہے کہ مکہ مین
ستر آدمی کے بعد اسلام لائے اور زبیر بن العوام سے نکاح ہوا ان سے عبد اللہ ہوئے
۷۳ھ تہتر یا چوہتر ہجری مین انکی وفات ہوئی۔ **ام المومنین عائشہ صدیقہ**
ان کا احوال دوسرے گلزار مین مذکور ہو چکا ہے۔ **ام کلثوم**۔ ان کی والدہ
حبیبہ بنت خارجہ تھین۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وفات کے بعد پیدا
ہوئین۔ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا۔ ان کے بعد عبد الرحمن بن عبد اللہ
بن ربیعۃ المغیرہ نے نکاح کیا۔ ۵۰ھ ہجری کے قبل ان کی
وفات ہوئی۔

دوسرا حمن حضرت امیرالمومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے احوال مین

عمر رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو حفص اور لقب فاروق ہے۔ ان کے باپ خطاب بن
نُفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قُرط بن رزاح بن عدی بن کعب
بن لوی بن غالب۔ انکی والدہ کا نام خنتمہ بنت ہاشم تھا بعضے بنت ہشام لکھا ہے
آپ کی ولادت غرۂ محرم یکشنبہ کی رات کو واقعہ فیل کے تیرہ ۱۳ سال بعد ہوی۔
اشراف قریش سے تھے۔ جاہلیت مین سفارت قریش آپ ہی کے ذمہ تھی جب
قریش جنگ کا ارادہ کرتے تو آپ کو سفیر بنا کر بھیجتے تھے۔ حضرت رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کے بعثت کے چھٹے سال اسلام لائے اس وقت ان کی عمر شریف
ستائیس ۲۷ سال کی تھی۔ ان کے اسلام کے قبل تک چالیس ۴۰ یا پینتالیس ۴۵ یا انچاس ۴۹
مردون سے اور گیارہ یا تیرہ عورتون سے زیادہ شرف بہ اسلام نہین ہوے تھے
اون کے اسلام لانے سے مسلمانون کو بہت خوشی حاصل ہوی اور اسی دن سے
اسلام کا ظہور ہوا مسلمانون کی قوت اور شوکت قوی ہوی اور مسلمانون نے
اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کی ہجرت کے قبل بیس ۲۰ اشخاص کے ساتھ مدینہ منورہ کو ہجرت کی۔ کہتے ہین کہ جو لوگ
مکہ مکرمہ سے بقصد ہجرت نکلتے تھے وہ مخفی جایا کرتے تھے مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
تلوار باندھکر اور ہاتھ مین تیر و کمان لئے ہوے کعبہ شریف کا سات مرتبہ طواف
کیا اور مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز ادا کی اور فرمایا کہ کیا بد لوگ ہین
جو پتھرون کو اپنا خدا سمجھتے ہین۔ کعبہ کے اطراف جو کفار بیٹھے تھے اونکے جانب

مخاطب ہو کر یہ کہا جو کوئی یہ چاہتا ہے کہ اپنی ماں بے فرزند اپنا لڑکا یتیم
اور اپنی عورت بیوہ ہو تو مجھ سے مقابلہ کرے. کسی کو جواب دینے کی جرأت
نہ ہوئی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہر وقت رہا کرتے تھے
اور تمام جہادون مین شریک تھے. دین اسلام کی ترقی کے لئے بے انتہا
کوشش اور جانفشانی کی. اصحاب مین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد انہین کا
مرتبہ ہے. آپ کی عقل و دانائی کی انتہا نہین. آپ کی رائے کے موافق اکثر آیات
قرآنی نازل ہوئی ہین. علم و فضل اور زہد و ورع کی غایت نہین. کہتے ہین کہ
جب آپ خلیفہ ہوئے تو مدت دراز تک بیت المال سے اپنے ذاتی اخراجات
کے لئے کچھ نہ لیتے. آخر جب انہین بہت ہی احتیاج ہوئی تب صحابہ سے مشورہ
لیا کہ میرا نفس اس مال طرف مشغول ہے اسمین سے کسقدر اپنے اخراجات
کے لئے لے سکتا ہون. علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا رات دن کا قوت. پھر عمر
رضی اللہ عنہ اسیقدر لیا کرتے تھے. اور آپ کا نفقہ ایک سال مین سولہ دینار
ہوا کرتا تھا. بایں آپ فرمایا کرتے تھے کہ "ہم نے اس مال مین اسراف کیا".
مروی ہے کہ ایک سال آپکے زمانۂ خلافت مین قحط ہوا اور زمانۂ قحط مین آپ نے
روغن کا استعمال ترک کر دیا. اپنی خلافت مین پشمینہ جبہ زیب بدن فرمایا کرتے
اور اوسپر چمڑے کے کئے پیوند لگے رہتے. انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ
مین عمر رضی اللہ عنہ کے دونون بازوؤن کے درمیان قمیص کو دیکھا جسکو چار پیوند
لگے ہوئے تھے. اپنے کھاندے پر دُرّہ رکھے ہوئے بازار مین پھرتے اور اس
دُرّہ سے لوگون کو تادیب کرتے تھے. بازار سے خرمے کے تخم اوٹھاکے لوگون کے

قیام کی جگھہ پر ڈالا کرتے تھے تاکہ لوگ اس سے نفع حاصل کرین کبھی پانی کا مشک اپنی گردن پر اٹھاتے. لوگ اگر اسکے متعلق کچھ کہین تو فرماتے کہ مجکو میرے نفس نے متکبر بنا دیا ہے تو مین نے چاہا کہ اوسکو ذلیل کرون. اکثر ارشاد کرتے کہ آدمیون سے مجھہ پاس وہ زیادہ عزیز اور دوست ہے جو میرا عیب مجکو دکھا دے. اور حذیفہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے کہ مجھ مین کوئی نفاق کی علامت نہین ہے جو تم پر ظاہر ہو. قرآن شریف وحدیث نبوی کی بہت تعظیم وادب کیا کرتے تھے کتنا ہی غصہ کیون نہ ہو جب کوئی قرآن کی آیت تلاوت کرتا تو غصہ جاتا رہتا. آپ کے فضائل مین بہت سے احادیث وارد ہوی ہین. تیمناً وتبرکاً چند احادیث یہان لکھی جاتی ہین.
روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حال مین کہ مین خواب مین تھا اپنے کو بہشت مین دیکھا یکایک وہان ایک عورت نظر آئی جو ایک محل کے جانب وضو کرتی ہے مین نے پوچھا کہ یہ محل کسکے لئے ہے تو کہا گیا کہ عمر کے لئے. پھر تمہاری غیرت کو یاد دلاکر پیچھے آگیا. یہ سنکر عمر رضی اللہ عنہ رو دئے اور کہے یا رسول اللہ کیا مین آپ سے غیرت کرونگا. روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس حال مین کہ مین خواب مین تھا اور میرے پاس ایک قدح دودھ کا لایا گیا اوس سے دودھ پیا. یہانتک کہ مین دیکھتا تھا کہ سیرابی میرے ناخنون سے نکلنے لگی اُسکے بعد میرا جھوٹا عمر کو دیا. اصحاب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے اوسکی تعبیر کس چیز سے کی تو فرمایا علم ہے. روایت ہے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین سوتا تھا لوگون کو دیکھا کہ مجھ سے عرض کئے جاتے ہین اور ہر ایک آدمی ایک قمیص پہنا

پہنا تھا بعضون کی قمیص انکے سینہ تک پہونچتی تھی بعضون کی اوس سے نیچے اور عمر
میرے روبرو لائے گئے تو اونکی جو قمیص تھی وہ لڑتی تھی صحابہ نے عرض کیا کہ یا
رسول اللہ آپ نے اسکی کیا تعبیر کی ۔ ارشاد ہوا کہ اوسکی تعبیر دین ہے ۔ روایت ہے
سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے
ابن الخطاب قسم ہے اوسکی جسکے دست قدرت مین میری جان ہے شیطان کبھی اس راہ
سے نہین چلتا جس راہ سے کہ تم چلتے ہو ۔ مگر وہ راہ چھوڑ کے دوسری راہ چلتا ہے
روایت ہے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک
مین دیکھا ہون جن اور انس کے شیاطین عمر سے بھاگے ہین ۔ روایت ہے ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آسمان مین کوئی فرشتہ
نہین مگر جو عمر کی بزرگی نہ کرتا ہو ۔ اور زمین پر کوئی شیطان ایسا نہین مگر جو عمر سے ڈرتا نہو
روایت ہے سدیسہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک عمر اسلام
لانے کے بعد شیطان نے ملاقات نہین کی مگر اوندھا گر پڑا ۔ روایت ہے عقبہ بن عامر سے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا وہ عمر بن الخطاب
ہوتے ۔ روایت ہے ابی ذر رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا
کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر کی زبان پر رکھا ہے اور وہ کہتے ہین حق کے ساتھہ
روایت ہے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جس شخص نے عمر کو دشمن رکھا تو گویا اس نے مجھہ کو دشمن رکھا اور جس نے عمر کو
دوست رکھا تو گویا اسنے مجھکو دوست رکھا بتحقیق کہ اللہ تعالیٰ نے عرفہ کے روز لوگون
سے فخر کیا عموماً اور فخر کیا عمر سے خصوصاً اور اللہ تعالیٰ کوئی نبی مبعوث نہین کیا مگر

اوسکی امت مین محدث ہے اگر میری امت مین کوئی محدث ہے تو وہ عمر ہے. صحابہ
نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیونکر محدث ہے تو فرمایا کہ ملایکہ اسکی زبان پر بات کرتے
ہین. روایت ہے ایوب بن موسیٰ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق
کہ اللہ تعالیٰ جاری کیا حق کو عمر کی زبان اور دل پر اور عمر فاروق ہین. اللہ تعالیٰ نے
انکے سبب سے حق اور باطل مین فرق کیا. روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمر میرے ساتھ ہے اور مین عمر کے ساتھ
ہون اور حق میرے بعد عمر کے ساتھ ہے عمر کہین بھی ہو. روایت ہے ابن عمر رضی اللہ
عنہما سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمر اہل جنت کے چراغ ہین. روایت ہے
ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل نے مجھے
کہا اسلام عمر کی موت پر رویگا. روایت ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے پروردگار دین کو عزت دے عمر بن الخطاب سے
خاصۃً. روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے
تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اہل آسمان خوشحال ہوے
عمر کے اسلام پر. آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تاحیات آپ مشیر تھے. پھر آنحضرت کی وفات
کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مشیر رہے. ابوبکر صدیق نے اپنے مرض الموت مین
عمر رضی اللہ عنہ کو امور خلافت کے لئے وصی اور ولیعہد قرار دیا. ابوبکر رضی اللہ عنہ
کی وفات کے بعد بائیسوین جمادی الاخری روز سہ شنبہ بوقت صبح مسند خلافت پر بیٹھے
اور نہایت عمدگی و عقلمندی سے امور خلافت کو انجام دیا ہے. سیکڑون ممالک آپکے
عہد خلافت فتح ہوے. مسلمان دنیا کی زبردست حکومتون مین کسری اور قیصر کی

سلطنت پر قابض ہو گئے. آپ کے زمانہ خلافت مین ایکہزار چھتیس شہر
مع توابع ولواحق فتح ہوے اور چار ہزار مساجد کی بنا ہوی. کفار کے چار ہزار
کنیسے اور عبادت خانہ توڑے گئے اور ایکہزار نوسو منبر جوامع مین رکھے گئے
آپ کی صولت اور دبدبے سے لوگونکا زہرہ پانی پانی ہوتا تھا. اور ہیبت وشکوہ
سے کلیجہ خلایق کا پارہ پارہ ہوتا تھا. انسان اور حیوان سب آپسے ڈرتے تھے اور مطیع و
منقاد تھے اور آپ سے کثیر التعداد کرامات ظہور مین آئین. چنانچہ مروی ہے کہ
جب مصر کا شہر فتح ہوا عمرو بن العاص وہان کے والی بنائے گئے عجم کے
مہینونمین ایک روز گذرا تھا اسوقت وہ وہان پہونچے رعایاء مصر نے کہا اے
امیر یہ نیل کی ندی ہے اوسکا یہ عملدرآمد ہے کہ گیارہ شب جب اس ماہ کے گذرتے
ہین تو ہم ایک باکرہ لڑکی کو اوسکے مان باپ سے راضی کرکے فاخرہ لباس وزیور
سے آراستہ بناکر اس ندی مین ڈالدیتے ہین تو ندی روان ہوجاتی ہے ورنہ
جاری نہین ہوتی. عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ طریقہ اسلام مین
ہرگز جائز نہوگا کیونکہ ایسے سابقہ احکام کو اسلام مسدود کرتا ہے پھر لوگون نے
چند روز توقف کیا تو ندی ہرگز روان نہوی آخر لوگون نے وطن کو ترک کردینے
کا قصد کیا. عمرو بن العاص نے رعایا کے ارادہ کو دیکھکر اس کیفیت کی اطلاع
امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کو دی. جواباً امیر المومنین نے یہ حکم لکھہ بھیجا کہ تم نے اس رسم
کو جو مسدود کیا بہت ہی ٹھیک ہے کیونکہ اسلام سابقہ کامون کو قطع کرتا ہے اور ایک
ملفوفہ چٹھی بنام نیل منسلک کی اور اوسکو ندی مین ڈالدینے لکھا جب اس چٹھی
کشادہ کرکے عمرو بن العاص نے ملاحظہ فرمایا تو یہ لکھا ہوا تھا من عبد اللہ

اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِلٰى نِيْلِ مِصْرَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنْ كُنْتَ تَجْرِيْ مِنْ قِبَلِكَ فَلَا تَجْرِيْ وَاِنْ كَانَ اللّٰهُ يُجْرِيْكَ فَاَسْاَلُ اللّٰهَ الْوَاحِدَ الْقَهَّارَ اَنْ يُجْرِيَكَ یعنے یہ رقعہ ہے بندۂ خدا امیر المومنین کے جانب سے نیل مصر کو امابعد اگر تو اپنی طرف سے جاری ہوتی ہے تو جاری مت ہو اگر اللہ تعالیٰ تجھکو جاری کرتا ہے تو خدائے واحد قہار سے سوال کرتا ہون کہ تجھہ کو جاری کرے جب یہ چٹھی ندی نیل مین ڈالی گئی تو پھر صبح کو دیکھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک رات مین سولہ ذراع کے مقدار جاری کیا ہے اور اس طرح اس مذموم طریقہ کو مسدود کیا۔ مروی ہے کہ مدینہ منورہ مین ایکبار زلزلہ ہوا تو حضرت عمر نے دُرّہ زمین پر مار کر یہ فرمایا کہ اللہ کے اذن سے ساکن رہ پس اوسیوقت زمین ساکن ہوگئی اور اسکے بعد مدینہ منورہ مین کبھی زلزلہ نہ ہوا ایکبار مدینہ منورہ کے بعض مکانات کو آگ لگی تو عمر رضی اللہ عنہ نے ایک قطعہ پارچہ پر یہ لکھ کر آگ مین ڈالا کہ اے آتش اللہ تعالیٰ کے حکم سے ساکن ہو تو فوراً آگ بجھ گئی۔ اور یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے ایک جانب جنگ کے لئے لشکر اسلام روانہ فرمایا اور اوسکے سردار ساریہ تھے۔ الغرض چند روز کے بعد آپنے اثناء خطبہ مین تین مرتبہ فرمایا سَارِيَةُ الْجَبَلْ یعنے اے ساریہ پہاڑ کو پکڑ اور پہاڑ کی جانب پناہ لے چند دن بعد اوس لشکر سے قاصد آیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے اوس سے لشکر کی حالات دریافت فرمائے تو اوس نے کہا یا امیر المومنین ہم کو شکست ہو رہی تھی اور ہم سخت پریشان ہو رہے تھے کہ دفعۃً ایک آواز تین مرتبہ سنائی دی کہ یَا سَارِيَةُ الْجَبَلْ ہم پہاڑ کے جانب کھڑے رہے

اللہ تعالیٰ نے دشمنون کو شکست دی۔ راوی کہتا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ سے لوگون
نے پوچھا کہ ساریہ جس پہاڑ کے نزدیک تھے وہ نہاوندمین ہے جو سرزمین عجم مین واقع
ہے پھر آپ کو کس طرح معلوم ہوا اور کیون پکارے۔ جواباً آپ نے فرمایا یہہ کلام
مجھ سے بے اختیار صادر ہو گیا۔ آپ کی مدت خلافت ساڑھے دس سال ہوی
اوسکے بعد آپ کی شہادت ہوی۔ کہتے ہین کہ جب عمر رضی اللہ عنہ نے بعد فراغ حج منی
سے نکلکر ابطح مین مقام کیا اوسوقت اپنے دونون ہاتھ آسمان طرف اوٹھاکر فرمایا کہ
"یا اللہ مین بوڑھا ہو گیا ہون میری قوت ضعیف ہو گئی ہے اور میری رعیت پراگندہ
ہو گئی ہے قبل اسکے کہ مین عمل کو ضائع اور قصور کرنیوالا ہون میری روح کو تو اپنی طرف
قبض کرلے" ہنوز ذی الحجہ کی سلخ نہ ہوی تھی کہ آپ کی شہادت واقع ہو گئی۔ اوس کا
واقعہ یہہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کا یہ حکم تھا کہ مدینہ منورہ مین مشرکین و نصارا داخل
نہ ہون۔ اتفاقاً مغیرہ بن شیبہ نے جو کوفے کے امیر تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ کو ایک خط
بدین مضمون ارسال فرمایا کہ میرے پاس ایک غلام ہے جسکو بہت سے ہنر آتے ہین
اوس سے مسلمانون کو فائدہ حاصل ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اوسکو مدینہ منورہ
مین آنے کی اجازت دی جس کا نام ابو لؤلؤ اور وہ قوم مجوسی تہا ایک روز اوس نے
امیر المومنین کے پاس یہ شکایت کی کہ اس سے چار درم خراج لیا جاتا ہے جو اوسکی
حیثیت سے زیادہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تیرے ہنرون کے لحاظ سے چار درم
کچھ زیادہ نہین ہین۔ اوس وقت تو وہ مردود خاموش چلا گیا اور کہا کہ عمر کا عدل
سبکو پہونچا مگر مجھہ کو نہ حاصل ہوا۔ پھر ابو لؤلؤ اپنے دل مین حضرت عمر کے قتل کے
ارادہ سے ایک تیز خنجر زہر آلود کرلیا اور صبح کی نماز کے وقت مسجد کے ایک گوشہ

چھپ کر موقع کا متلاشی ہوا عمر رضی اللہ عنہ مسجد مین داخل ہوئے اور یہ عادت تھی کہ
نماز کی اقامت کے قبل لوگون کو صف سیدہی باندہنے کی تاکید کرتے۔ اسوقت وہ
شقی نزدیک آکر اوس مسموم خنجر سے تین بار عمر رضی اللہ عنہ پر وار کیا۔ عمر رضی اللہ عنہ
اوسوقت زمین پر گر پڑے ابولؤلؤ کے خنجر سے اور تیرہ شخص زخمی ہوئے جس سے چھے
اشخاص شہید ہو گئے آخر عراق والون سے ایک شخص نے اسپر کپڑا ڈالکر اسکو اسیر کیا لیکن
ابولؤلؤ خودکشی کر کے داخل جہنم ہوا۔ پھر لوگ عمر رضی اللہ عنہ کو اٹھا کر ان کے گھر لے گئے
اور صبح کی نماز عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی امامت سے ادا ہوی۔ عمر رضی اللہ عنہ
کو نبیذ پلایا گیا لیکن وہ زخمون مین سے نکل گئی۔ یہہ معاملہ چہارشنبہ بقولے دوشنبہ ۲۶ ذیحجہ
۲۳ سنہ ہجری کو ہوا اسکے بعد چار روز بقولے تین روز زندہ رہکر غرۂ محرم ۲۴ سنہ ہجری کو وفات پائی۔
بقول بعض چھبیسوین یا اٹھائیسوین ذی الحجہ ۲۳ سنہ ہجری کو وفات ہوی۔ اور آپکے
فرزند عبداللہ رضی اللہ عنہ نے غسل دیا اور صہیب امام ہوئے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ
عنہ نے انہین وصیت کی۔ اوسکے بعد روضہ منورہ مین حضرت ابوبکر صدیق کی بازو سے
دفن کیا گیا۔ قبر مین عبداللہ بن عمر عثمان ذی النورین۔ سعید بن زید اور عبدالرحمن بن عوف
رضی اللہ عنہم اترے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کی عمر شریف جمہور کے
قول پر ترسٹھ سالہ ہوی اور حلیۂ شریف یہہ ہے۔ دراز قامت او جسیم گندم رنگ
سرخ آنکھ۔ رخسارے سبک مونچھ انبوہ۔ گرد داڑہی اور کثرت گریہ کے باعث دو سیاہ
خط آنکھون کے نیچے کھنچے ہوے تھے۔ آپکو نو فرزند اور چار لڑکیان ہوئین۔ عبداللہ
انکی والدہ زینب بنت مظعون ہین۔ عبداللہ کی ولادت بعثت کے ایک سال قبل
ہوی۔ اپنی والدہ کے ہمراہ ایمان لائے اسوقت ہنوز وہ جوان نہ ہوئے تھے۔ بڑے

زاہد اور عالم تھے بہت سی احادیث ان سے مروی ہوی ہین۔ انکی تعریف مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "عبداللہ صالح آدمی ہے" ان کی وفات سنہ ۷۳ تہتر یا چوہتر ہجری مین مکہ معظمہ مین ہوئی ذی طوی مین جو مہاجرین کا مقبرہ ہے دفن کئے گئے۔ کہتے ہین کہ حجاج بن یوسف ان کے قتل کے درپے ہوا۔ اور ایک شخص کو انکے قتل کے لئے مامور کیا اس بدذات نے زہر آلود خنجر سے عرفہ کے روز لوگون کے ہجوم مین موقع پاکر پاؤن کو زخمی کیا۔ اسی زخم سے آپ کی وفات ہوی۔ عمر چوراسی بقولے ۸۶ چھیاسی سال کی تھی مکہ معظمہ مین رہنے والے اصحاب مین آپ ہی نے سب سے اخیر انتقال فرمایا۔ عبدالرحمن الاکبر عبداللہ کے حقیقی بھائی ہین۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی فیضان صحبت سے مشرف ہوئے لیکن ان سے کوئی حدیث مروی نہین ہے۔ عبدالرحمن الاوسط نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین متولد ہوئے۔ انکی کنیت ابو شحمہ اور ان کی والدہ کا نام لہیہ ہے۔ عبیداللہ انکی والدہ کا نام ام کلثوم ملیکہ بنت جرول ہے۔ یہ حضور نبوی کے وقت تولد ہوئے اور جنگ صفین مین شہادت پائی۔ زید الاصغر بھی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین متولد ہوئے۔ عبیداللہ کے حقیقی بھائی ہین۔ عاصم ہجرت کے چھٹے برس متولد ہوئے انکی والدہ کا نام جمیلہ بنت ثابت ہے۔ عمر بن عبدالعزیز خلیفہ انہی کے نسبے ہین۔ سنہ ۷۰ ہجری یا سنہ ۷۳ مین ان کی وفات ہوی زید الاکبر انکی والدہ ام کلثوم بنت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبی ہین۔ عیاض انکی والدہ عاتکہ بنت زید بن عمرو ہین۔ عبدالرحمن الاصغر انکی والدہ فکیہیہ ہین ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا انکا احوال دوسری جگہ گذر اور مین مذکور ہوا۔ رقیہ یہ زید الاکبر کی حقیقی بہن ہین۔ انکو ابراہیم بن نعیم نے نکاح کیا اسکے وہان انتقال پائین۔ اور زینب یہ

عبدالرحمن الاصغر کی حقیقی بہن ہیں۔

تینسرا حضرت امیر المومنین عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کے احوال ہیں

آپ کا نام عثمان اور کنیت ابو عبداللہ اور لقب ذوالنورین ہے۔ آپکے باپ عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی ہیں اور والدہ اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس۔ اروی کی والدہ کا نام البیضا بنت عبد المطلب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپی ہیں۔ واقعہ فیل کے بعد ساتویں سال عثمان رضی اللہ عنہ متولد ہوئے۔ ابوبکر صدیق۔ علی مرتضی اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم کے بعد مشرف باسلام ہوئے اسلام لانیکے بعد ابوبکر صدیق نے ترغیب دی تھی۔ اسلام لانیکے بعد حکم بن العاص آپکے چچانے آپ کو پکڑ کر ایک سخت رسی سے مضبوط باندھ دیا اور قسم کہائی کہ جب تک تم اس نئے دین کو ترک کرکے اپنے آبا و اجداد کے پاس نہ آؤگے اس وقت تک ہرگز نہ چھوڑونگا" عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی قسم کھائی کہ "میں بھی دین اسلام کو ہرگز ترک کرونگا" آخر حکم نے آپ کو اپنے دین میں مضبوط پاکر چھوڑ دیا۔ آپ کا لقب ذی النورین ہونیکا سبب یہ ہے کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاجزادی بی بی رقیہ کو پیش از ہجرت آپ سے نکاح کر دیا تھا۔ ان کی وفات کے بعد پہر اپنی دوسری صاجزادی بی بی ام کلثوم کا ان سے بیاہ فرمایا اور مروی ہے کہ آدم علیہ السلام سے لیکر انحضرت علیہ التحیۃ والسلام تک کسی نبی کی دو صاجزادیوں کو بجز عثمان رضی اللہ عنہ کے دوسرے کسی نے بیاہ نہ کیا آپنے اپنی بی بی رقیہ کے ہمراہ حبش اور مدینہ منورہ کو ہجرت کی۔ آپ پہلے شخص ہیں جنھوں نے اپنی عورت کے ساتھ خدا کی راہ میں ہجرت فرمائی۔ حضرت رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی شان مین فرمایا "اللہ تعالی عثمان اوران کی عورت کا رفیق
ہو"۔ درحقیقت عثمان پہلے شخص ہین جنہون نے لوط کے بعد اپنی بی بی کے ساتھ خدا کے
لیئے ہجرت کی اور پھر فرمایا کہ عثمان رقیہ کے اور لوط کے درمیان کوئی مہاجر
نہین ہے۔ آپکا زہد وورع اور شرم وحیا علم وحلم اور سخاوت وشجاعت بے مثال ہے
اسلام لانیکے بعد ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کیا کرتے تھے چنانچہ مروی ہے کہ آپ نے
دو ہزار چار سو غلامون کے قریب آزاد کئے۔ اور حضرت عثمان سے مروی ہے کہ
جب سے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اپنا داہنا ہاتھ اپنی شرمگاہ
کو نہ لگایا اور کبھی چوری۔ زنا زمانہ جاہلیت نہ اسلام مین کی اور نہ زمانۂ جاہلیت مین آپ نے
اللہ تعالے اور اوسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ مین اپنا کل مال ومتاع صرف فرمایا
چنانچہ غزوۂ تبوک مین چار سو اونٹ اور دو ہزار دینار عطیہ دئے اور بیر رومہ کو پینتیس
ہزار درم قیمت سے فروخت فرماکر مسلمانون پر وقف فرمایا۔ ہر وقت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ہمراہ اور نیز تمام معرکون مین ساتھ تھے مگر بدر مین ہمراہ نہ تھے کیونکہ
آپ کی بی بی رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسوقت سخت علیل تھین اس لئے
انہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمارداری مین رہنے کا حکم دیا لیکن مال غنیمت کے حصہ
مین اور اجر مین بدر کے لوگون مین شمار کئے گئے۔ آپ کے فضائل مین بہت سی احادیث
وارد ہوئی ہین مگر یہ عاصی اس رسالہ مین مختصر سی چند احادیث پر اکتفا کرتا ہے۔ روایت
ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عثمان میری امت
مین بڑی شرم والا اور بہت بزرگ ہے"۔ روایت ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "عثمان بڑی شرم والا ہے ان نے اپنے پروردگار عز وجل سے

عرض کیا کہ عثمان کو حساب کے لئے کھڑا مت کر تو اللہ تعالیٰ نے میری سفارش قبول کی۔
روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بتحقیق
کہ فرشتے شرم کرتے ہین عثمان سے جیسا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
سے شرم کرتے ہین۔ روایت ہے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا عثمان پر اللہ رحم کرے فرشتے اس سے حیا کرتے ہین جیش العسرۃ کی
تیاری کر دی اور ہماری مسجد کو کشادہ کیا۔ روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بتحقیق کہ اللہ تعالیٰ نے مجکو وحی کی کہ میری
لڑکی کو عثمان سے بیاہ کر دون۔ روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان کو فرمایا اے عثمان یہ جبرئیل ہے مجھ کو خبر دیتا
ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیاہ کر دیا تہا ام کلثوم سے رقیہ کے مہر کے موافق اور ان کی صحبت
کے موافق۔ روایت ہے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عثمان رضی اللہ
عنہ کو فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھ کو چالیس لڑکیان بھی ہوتین تو عثمان کو ایک کے بعد ایک
نکاح کر دیتا یہان تک کہ ان سے ایک بھی باقی نہ رہے۔ روایت ہے عائشہ صدیقہ رضی اللہ
عنہا سے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لڑکی ام کلثوم کو عثمان سے نکاح
فرما دیا تو ام کلثوم سے ارشاد فرمایا تمہارا شوہر سب لوگون سے زیادہ تمہارے جد ابراہیم
اور تمہارے باپ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے شبیہ ہے۔ روایت ہے جابر رضی اللہ
عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عثمان بن عفان میرا دوست ہے دنیا مین
اور میرا دوست ہے آخرت مین۔ روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کا اس کی امت مین ایک خلیل ہوتا ہے میرا خلیل

عثمان بن عفان ہے۔ روایت ہے طلحہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہر نبی کو جنت مین رفیق ہوتا ہے۔ میرا رفیق عثمان ہے۔ روایت ہے ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عثمان کی شفاعت
سے ستر ہزار آدمی جنت مین بغیر حساب کے داخل ہونگے جو صرف دوزخ کے لائق
تھے۔ روایت ہے عبد الرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہ جیش العسرۃ یعنے غزوۂ تبوک
کی تیاری مین تھے کہ اس وقت عثمان رضی اللہ عنہ نے ہزار دینار حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے گود مین جنگ کے اخراجات کے لئے رکھہ دئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو دیکھا کہ اسکو پھیرتے تھے اور فرماتے تھے آج سے عثمان کچھ ہی عمل کرے اسکو ضرر نہ دیگا۔
اس کلمہ کو دو مرتبہ فرمایا۔ روایت ہے عبد الرحمن بن جناب سے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر تھا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم جیش العسرۃ کی ترغیب
دیتے تھے اوسوقت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مین سو اونٹ مع کجاوے و پالان خدا کی راہ مین دیتا ہون پھر آپ نے
اور ترغیب دلائی تو عثمان بن عفان نے فرمایا یا رسول اللہ دو سو اونٹ مع کجاوے
و پالان خدا کی راہ مین دیتا ہون۔ پھر آپنے اور ترغیب دلائی تو عثمان بن عفان
نے فرمایا یا رسول اللہ مین تین سو اونٹ مع کجاوے و پالان اللہ کی راہ مین دیتا
ہون۔ اوسکے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے اور فرماتے تھے عثمان
پر اسکے بعد کچھ بھی ایسی باز پرس نہین۔ روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ جس وقت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت الرضوان کا حکم فرمایا تو اوسوقت عثمانؓ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لیکر اہل مکہ کے پاس گئے ہوئے تھے پھر سب نے لوگون نے

بیعت کی اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عثمان خدا اور اسکے رسول کی حاجت
مین ہے پھر اپنے ایک دست مبارک کو دوسرے دست مبارک پر مارا یعنے عثمان کی
طرف سے آپنے خود بیعت کی روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین اصحاب سے ایک شخص کا جنازہ نماز کے لئے آیا اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اسپر نماز نہین پڑہی. اصحاب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ
تو اپنی امت سے کسی پر نماز ترک نہین فرماتے مگر اس شخص پر کیون ترک کردی.
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "یہ شخص عثمان کو دشمن رکھتا تھا اسوجہ سے
مین نے اسپر نماز نہین پڑہی" روایت ہے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان کو فرمایا اے عثمان تم کو اللہ تعالی پیرہن پہنائیگا سو اسکو
منافق لوگ نکالنے کے لئے تمہارے ارادہ مین لائین تو اسکو مجھ سے ملاقات
کرنے تک مت نکالو روایت ہے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین جنت مین داخل ہوا تو ناگاہ مین ایک محل کے پاس پہنچا جو سونے
اور موتی اور یاقوت سے تیار کیا گیا تھا. مین نے کہا یہ کسکے لئے ہے تو کہا گیا اسکے
بعد ایک خلیفہ کیلئے جو ظلم سے مارا جاوے گا یعنے عثمان بن عفان روایت ہے ابن عمر
رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد فتنہ ہوگا تب یہہ
شخص یعنے عثمان اس فتنہ مین مظلوم قتل ہوگا. مروی ہے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ
نے کہا پہلا فتنہ عثمان کا قتل ہے اور اخیر فتنہ دجال کا خروج ہے قسم ہے اوسکی جسکے
دست قدرت مین میری جان ہے کوئی شخص جسکے دل مین ذرہ برابر خوشی عثمان
کے قتل کی ہے نہ مریگا مگر وہ شخص دجال کے تابع ہوگا اگر دجال کو نہ پاوے تو اپنی

قرین اسپر ایمان لائیگا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی رحلت کے وقت خلافت کے لئے چھ اشخاص کا انتخاب کرکے فرمایا ان مین سے ایک شخص کا خلافت کے لئے انتخاب کیا جائے اون چھے اصحاب کے نام گرامی یہ ہین۔ عثمان۔ علی مرتضیٰ۔ طلحہ۔ زبیر۔ عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم پھر عمر رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد دفن سے جب فراغت ملی تو مشورہ کرکے عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔ یہ بیعت غرۂ محرم بروز شنبہ ہوئی بقولے ۲۹ ذیحجہ ۲۳ھ ہجری دوشنبہ کو ہوئی۔ آپ کے زمانۂ خلافت مین بہت سے ملک فتح ہوئے اور آپنے گیارہ سال گیارہ مہینے بائیس روز خلافت کی۔ آپ سے ناراض ہوکر آپکو شہید کرنے کے لئے چار ہزار مصر وغیرہ کے اوباش لوگون نے مدینۂ منورہ مین آکر آپکے مکان کا محاصرہ کیا۔ اس وقت امیرالمومنین عثمان رضی اللہ عنہ قرآن شریف تلاوت فرما رہے تھے۔ جب آپ قرآن شریف کی آیت فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ کو تلاوت فرما رہے تھے محاصرین نے آپ کو قتل کیا۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ امیرالمومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بزمانہ محاصرہ آکر کہنے لگے کہ آپ سب کے امام ہین اور آپ پر یہ حالت نازل ہوئی ہے اور مین تین باتون کا مشورہ دیتا ہون ان مین سے ایک کو اختیار فرمائے پہلی بات یہ ہے کہ آپ نکلکے اون لوگون سے جنگ کیجئے کیونکہ آپ حق پر ہین اور وہ باطل پر اور آپ کو قوت ولشکر بھی ہے۔ دوسری بات یہ ہے جس طرف محاصرہ نہین ہے اس کا دروازہ کھولکر آپ راحلہ پر سوار ہوکر مکہ مکرمہ کو روانہ ہو جائے کیونکہ آپکے وہان رہنے سے وہ لوگ آپ کے خون کو حلال نہ جانینگے۔ تیسری بات آپ شام کے ملک کو تشریف لیجائے کیونکہ وہ اہل شام ہین اور معاویہ رضی اللہ عنہ وہان ہین اوسکے جواب مین حضرت

عثمان نے فرمایا جنگ کرنیکے متعلق مین نہین چاہتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مین سب سے پہلے خونریزی کا کرون اور مکہ کو جانا اسکے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ مکہ مین قریش سے ایک شخص الحاد کریگا اسکو تمام جہان کا آدہا عذاب ہوئیگا مین نہین چاہتا وہ شخص ہون. شام جانا اسکے متعلق مین اپنی دار الہجرۃ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجاورت کو نہ چھوڑونگا عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل کا نام حماد تھا. اور وہ اہل مصر سے تھا بقولے انکے قاتل کا نام اسود ہے. اور بعض نے جبلہ بن الایہم اور سودان بن حمران اور رومان الیمانی ہی کہا ہے. شہادت جمعہ کے روز اٹھارہوین یا بارہوین یا تیرہوین یا پندرہوین ذی الحجہ کو ۳۵ یا ۳۶ ہجری مین ہوئی نماز جنازہ حکیم بن حزام بقولے زبیر رضی اللہ عنہ نے پڑہائی اور مغرب عشا کے مابین حش کوکب مین بقیع کے نزدیک دفن کئے گئے آپ کی عمر شریف صحیح قول پر بیاسی سال چند مہینون کی ہوی. آپکا قد میانہ. چہرہ خوش ڈول سب سے زیادہ خوب صورت رنگ سفید مائل بہ سرخی بعض گندم گون کہتے ہین. منہ پر چیچک کے چند نشان تھے. داڑہی انبوہ ہاڑ زبردست دونون شانون کے درمیان کشادہ تھا پنڈلیان قوی بند دست طویل سر کے بال سیاہ اور انبوہ کان کے نیچے تک. دانت سب لوگون سے خوب داڑہی کو زعفران سے خضاب کرتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت شباہت رکھتے تھے آپکو ۹ فرزند اور سات دختر پیدا ہوئے. عبد اللہ الاکبر انکی والدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بنت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین حبش مین متولد ہو ہجرت کے پہلے سال وفات ہوئی بعضے کہتے ہین انکی عمر چھے سال کی تھی ہجرت کے چوتھے سال مرغ نے انکی آنکھ مین ٹھونگ ماری جس سے بیمار ہوکر وفات پائی. عبد اللہ الاصغر انکی والدہ کا نام فاختہ بنت غزوان

عمر و منیٰ مین ان کا انتقال ہوا. خالد ان کو اولاد ہے. آبان انکی کنیت ابو سعید
ان سے احادیث بہی مروی ہین یزید بن عبد الملک کی خلافت مین انتقال کیا انکی بھی اولاد ہے
سعد اور ولیدان دونون کی والدہ فاطمہ بنت الولید اور عبدالملک انکی والدہ ام البنین
ملیکہ بنت عتبہ عمر. مریم الکبریٰ ام سعید. عائشہ. ام آبان. ام عمر مریم الصغریٰ. ام البنین.

چوتھا چمن حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہ کے احوال مین

آپ کا نام علی کنیت ابو الحسن اور ابو تراب اور لقب مرتضیٰ آپ کے والد ابو طالب بن عبد المطلب
بن ہاشم اور والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم علی رضی اللہ عنہ جمعہ کے روز تیسری رجب کو بعثت
کے دس سال قبل کعبہ مین متولد ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر پرورش تھے
اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو دوسرے روز اسلام سے مشرف
ہوئے. چنانچہ ابو یعلی سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم دوشنبہ کے روز مبعوث ہوئے اور مین سہ شنبہ کو اسلام لایا اس وقت انکی عمر دس سال
سے کم تھی. بچون مین جو اول ایمان لائے آپ ہی ہین. مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے
جاہلیت مین بھی بتون کی عبادت کبھی نہین کی. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے ہجرت
فرماتے وقت لوگون کی امانتین جو تھین ان کو پہونچانے کے لئے علی رضی اللہ عنہ کے تفویض
کیا. علی رضی اللہ عنہ نے سب کی امانتین واپس کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
اہل و عیال کے ہمراہ مدینہ منورہ کو ہجرت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ
تمام جنگون مین شریک ہوئے مگر غزوۂ تبوک مین شریک نہ ہوسکے کیونکہ اسوقت آپ کو
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ مین اپنا خلیفہ مقرر کیا تھا. علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے

عرض کیا یا رسول اللہ کیا مجھ کو عورت بچون پر خلیفہ کرتے ہین تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم راضی نہین کہ ہارون جس منزلت پر موسیٰ سے تھے ویسا ہی تم میرے سے ہو لیکن میرے بعد نبی نہین ہے اور اکثر جنگون مین جھنڈا آپ کے ہاتھہ مین رہتا تھا، آپ کے زہد وورع کی غایت نہین اور علم وفضل کی نہایت نہین. شجاعت مین شہرۂ آفاق ہوئے اور سخاوت مین طاق مروی ہے کہ جنگ خیبر مین علی رضی اللہ عنہ کی ڈہال ضائع ہوی تو قلعہ کے دروازہ کا ایک پٹ اکھاڑکے اسکو ڈہال بنایا بعدہٗ سات آٹھہ شخص اسکو لوٹا نہ سکے اور یہی مروی ہے کہ اُس روز قلعہ کے دروازہ کو اٹھاکر اپنی پشت مبارک پر رکھے تا لوگ اوسپر سے گزر کر قلعے مین داخل ہون. جب قلعہ فتح ہوا تو لوگون نے اس دروازہ کو اٹھانا چاہا مگر وہ چالیس آدمیون سے بھی اٹھہ نہ سکا۔

مروی ہے سعید بن المسیب سے کہ کسی صحابی نے نہ کہا میرے سے جو پوچھنا چاہتے ہو تو پوچھو. سوا علی رضی۔ روایت ہے ابن سعد سے کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کوئی آیت قرآنی نازل نہوی مگر جانتا ہون کہ کس بارہ مین اور کس جگہہ اور کس شخص کے حق مین نازل ہوئی اللہ تعالےٰ نے مجہہ کو قلب عقول اور لسان ناطق بخشی ہے۔

مروی ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے ضرار بن حمزہ سے کہا کہ علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ کا وصف بیان کرو۔ انہون نے کہا کہ مجہہ کو معاف کرو پھر معاویہ نے انہین قسم دی. تب انہون نے کہا کہ واللہ علی رضی اللہ عنہ نہایت عزت ومرتبہ وبزرگی رکھے تھے شدید القویٰ تھے آپکا قول فصل اور حکم عدل تھا علم ان کے اطراف سے جاری ہوتا تھا اور حکمت مین آپ کی زبان ناطق ہوتی تھی دنیا اور اس کی زینت سے متنفر تھے رات سے اور اس کی وحشت سے انست رکھتے اشک آنکھون سے

بہت جانتے اور فکر بہت فرماتے. لباس اور کھانے سے جو درشت ہے وہ ان
کو پسند آتا ہم مین ہمارے ہی ایک کے مثال تھے اگر ہم ان سے سوال کرین تو جواب
دیتے اور پکارین تو تشریف لاتے واللہ ہم باوجودیکہ ان سے قربت رکھتے تھے مگر آپ
کی ہیبت سے بات نہین کر سکتے تھے. اہل دین کی تعظیم کرتے اور مساکین کو نزدیک
کرتے کوئی قوی آدمی اپنے باطل مین کوئی طمع نہین کرتا اور کوئی ضعیف آپ کے
عدل سے مایوس نہین ہوتا اور مین گواہی دیتا ہون کہ بعض جگھہ تاریک شب مین
ان کو دیکھا ہے کہ اپنی ریش مبارک پکڑ کر سانپ کاٹے ہوئے شخص کی طرح بیقرار
ہوتے اور گریۂ حزین سے رویا کرتے تھے اور فرمایا کرتے کہ اے دنیا میرے بغیر
کو تو مغرور کر بھلا میری طرف تو شوق رکھتی ہے ہیہات ہیہات مین نے تجھہ کو
تین طلاق دی ہین. طلاق باین کہ پھر آمین رجعۃ نہین تیری عمر کوتاہ ہے اور
قدر و منزلت کم آہ آہ قلت زاد اور دوری سفر اور وحشت راہ سے یہ سنکر
معاویہ رضی اللہ عنہ روئے اور کہا اللہ ابو الحسن پہ رحم کرے وہ ایسے ہی تھے
مروی ہے کہ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ جو مال فقراء کو تقسیم کرتے وہ چالیس ہزار
دینار کی مقدار تک پہونچا تھا. اور بھی مروی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
کہ علی رضی اللہ عنہ کے پاس چار درہم تھے اسکے سوائے کچھ نہ تھا انہون نے رات کو ایک درہم
تصدق کیا اور دن کو ایک درہم اور مخفی ایک درہم اور علانیہ ایک درہم تب آپکی
تعریف مین اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کیا اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ
بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ
عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ یعنے جو لوگ خرچ کرتے ہین اپنے مال اللہ کی راہ مین رات

اور دن پوشیدہ اور علانیہ انکو ہے انکا ثواب اپنے رب کے پاس اور نہ ڈر ہے اسپر نہ وہ غم کہاوینگے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکے فضائل مین بہت سی احادیث ارشاد فرمائی ہین اور امر الٰہی سے اپنی صاحبزادی سیدۃ نساء العالمین فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو آپکے نکاح مین دیا۔ اس رسالہ مین چند احادیث تیمناً درج کیجاتی ہین روایت ہے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم کے روز فرمایا مین جسکا مولی ہون تو علی اسکا مولی ہے یا اللہ جو علی کو دوست رکھتا ہے تو اسکو دوست رکھ اور جو اسکے ساتھ دشمنی رکھتا ہے تو اسکو دشمن رکھ روایت ہے سہل بن سعد وغیرہ سے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر مین فرمایا کل نشان ایک شخص کو دونگا اللہ اسکے ہاتھ پر فتح کرائیگا وہ شخص اللہ اور اسکے رسول کو دوست رکھتا ہے اللہ اور اسکا رسول اسکو دوست رکھتے ہین صحابہ رضی اللہ عنہم شب کو بایکدیگر کہتے تھے کہ وہ نشان کسکو ملتا ہے۔ پھر جب صبح ہوی تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین صحابہ حاضر ہوکر امیدوار تھے کہ وہ نشان خود کو ملے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی کہان ہین۔ لوگون نے عرض کیا کہ ان کی آنکھون مین درد ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا علی کو بلاؤ۔ جب علی رضی اللہ عنہ حاضر ہوے تو آپنے اپنا لعاب شریف انکی آنکھون مین ڈالکر دعا کی فوراً درد جاتا رہا گویا انکو کچھ درد نہ تھا۔ پھر نشان انکے حوالہ فرمایا۔ روایت کی ہے بیہقی نے کہ علی مرتضی کرم اللہ وجہہ دور سے ظاہر ہوے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص سید العرب ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیا آپ سید العرب نہین تو ارشاد فرمایا کہ مین سید العالمین ہون اور وہ یعنی علی سید العرب ہے۔ روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے درمیان بایکدیگر برادری لگائی پھر علی

رضی اللہ عنہ آئے تو ان کی آنکھوں سے اشک روان بہتے اور کہا صحابہ کے درمیان آپنے برادری لگائی مجھہ کو کسیکے ساتھہ برادر نہ بنایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میرے بھائی ہین دنیا اور آخرت مین۔ روایت ہے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین علم کا شہر ہون اور علی اس کا دروازہ ہے۔ روایت ہے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا یا علی اس مسجد مین میرے اور تیرے سوائے جنب گزرنا کسیکو حلال نہین۔ روایت ہے عمران ابن حصین رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی میرے سے ہے اور مین اس سے ہون اور وہ ہر مومن کا دوست ہے۔ روایت ہے ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر کو بھیجا اسمین علی رضی اللہ عنہ تھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونون ہاتھ اٹھاکر فرماتے تھے یا اللہ مجھے علی کو دکھانے تک موت مت دے۔ روایت ہے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ گویا مختلف درختون سے ہین مین اور علی ایک درخت سے ہین۔ روایت ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی کو دیکھنا عبادت ہے۔ روایت ہے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی کو منافق دوست نہین رکھیگا اور مومن دشمن نہ رکھیگا روایت ہے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسنے علی کو ایذا دی تو اسنے مجھے ایذا دی روایت ہے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی نے علی کو دوست رکھا وہ مجھہ کو دوست رکھا اور جسنے مجھہ کو

دوست رکھا تو اللہ تعالی کو دوست رکھا اور جس نے علی کو دشمن رکھا مجھہ کو دشمن رکھا اور جس نے مجھہ کو دشمن رکھا تو اللہ کو دشمن رکھا روایت ہے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی مجھہ سے بمنزلہ میرے سر کے ہے میرے بدن مین روایت ہے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ علی قرآن کے ساتہہ ہے اور قرآن علی کے ساتہہ ہے میرے پاس حوض کوثر پر آنے تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے۔ روایت ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھہ کو اللہ تعالی نے حکم دیا کہ فاطمہ کو علی کے ساتہہ تزویج کرون روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی ہر نبی کی ذریت کو اسکے صلب مین گردانا اور میری ذریت کو علی بن ابیطالب کے صلب مین گردانا روایت ہے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا بہتر بھائی علی اور بہتر چچا حمزہ ہے اور علی کا ذکر کرنا عبادت ہے روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کے صحیفہ کا عنوان علی ابن ابیطالب کی محبت ہے۔ روایت ہے علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی مومنون کا پیشوا ہے اور مال منافقون کا پیشوا۔ روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی امام ہے ابرار کا اور قاتل ہے فجار کا جس کسی نے اسکی یاری کی وہ منصور ہے اور جس کسی نے اسکو چھوڑا وہ مخذول ہے روایت ہے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا دو مردون بڑے شقی دو شخص ہین پہلا سرخ رنگ والا ثمود کی قوم کا جسنے صالح علیہ السلام کی اونٹنی کے

پاؤں کاٹے۔ دوسرا وہ جو تم کو اے علی اس پر یعنے سر پر ماریگا اور اس سے یہ تر ہوگی یعنے داڑہی حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اٹھارہوین ذی الحجہ ۳۵ سنہ روز جمعہ کو مسند خلافت پر نہضت افروز ہوئے اور آپنے چارسال نو ماہ چند روز تک خلافت فرمائی۔ رمضان سنہ جمعہ کی رات کو صبح کی نماز کیلئے تشریف لائے اسوقت عبدالرحمٰن بن ملجم علیہ اللعنۃ جو خوارج سے تھا اور تلوار کو زہر پلا کر آپکے قتل کے ارادہ سے اکر کھڑا تھا آپکی پیشانی پہ مار کر دماغ تک پہونچا یا جمعہ اور شنبہ کے روز زندہ رہکر یکشنبہ کی شب ۱۹ رمضان کو کوفے مین شہید ہوئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ امام حسن اور امام حسین اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم نے غسل دیا اور محمد بن الحنفیہ نے پانی ڈالا جنازہ کی نماز امام حسن رضی اللہ عنہ نے امام ہوکر پڑہائی اور آپکے دفن کی جگہ نامعلوم ہے چنانچہ بعض کہتے ہین کہ کوفے کی مسجد مین دفن کیئے گئے اور بعض کا قول ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ نقل فرمایا اور بعض کہتے ہین اونٹ پر نعش شریف ڈالکر لیجاتے تھے وہ اونٹ راہ مین گم ہوا پھر کسی نے اسکو نہین پایا۔ بعضون نے اور جگہون کا ذکر کیا ہے اور حضرت کی عمر شریف وفات کیوقت تریسٹھ سال کی تھی اور بعض کہتے ہین اس سے بھی زاید ہوئی۔ حضرت کا رنگ گندم گون اور قد میانہ لیکن مائل بہ کوتاہی تھا۔ آنکھین بڑی اور چہرہ حسین و تابان گویا چودہوین رات کا چاند ہے اور خندہ رو۔ سینہ اور بازو پر بال تھے۔ داڑہی گھنی اور سفید اور بعض کہتے ہین کہ آپ خضاب بھی کرتے تھے اور آپکو چودہ ۱۴ فرزند اور سترہ دختر پیدا ہوئین مگر ابن جریر نے لکھا ہے کہ بعض انیس ۱۹ فرزند اور سولہ دختر اور بعض سولہ ۱۶ فرزند اور سولہ دختر اور بعض بارہ ۱۲ فرزند اور سترہ ۱۷ دختر کہتے ہین۔ صاحبزادہ حسن اور صاحبزادہ حسین رضی اللہ عنہما کا احوال

انشاء اللہ تعالیٰ چوتھے گلزار مین آئیگا اور صاحبزادہ محسن صاحبزادی بی بی زینب الکبریٰ اور صاحبزادی رقیتہ الکبریٰ جن کی کنیت ام کلثوم ہے۔ ان تینون کا احوال دوسرے گلزار مین اونکی والدہ سیدتنا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے احوال مین مذکور ہوا ہے۔ عباس آپ عاشورہ کے روز ۶۱ھ مین امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہمراہ کربلا مین معاندین دین کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ ان کا قاتل زید بن رقاد جنبی ہے۔ اس روز امام حسین رضی اللہ عنہ کا نشان آپ کے ہاتھ مین تھا انکو سقا بھی کہتے ہین کیونکہ آپنے فرات کے کنارے جاکر امام حسین کے لئے پانی لایا تھا۔ آپ کو اولاد بھی ہوی۔ جعفر آپ بھی امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہمراہ شہید ہوئے انکا قاتل خولی بن یزید ہے۔ عبداللہ اور عثمان یہ دونون صاحبان بھی کربلا مین شہید ہوئے ان چارون کی والدہ کا نام ام البنین بنت حرام ہے۔ عبیداللہ ابوبکر ان دونون کی والدہ لیلیٰ بنت خالد بن مسعود التمیمہ ہے کربلا مین یہ دونون صاحبزادے بھی شہید ہوئے یحییٰ نے ایام طفلی مین انتقال کیا۔ کاشفی نے لکھا ہے کہ عون کربلا مین امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہمراہ شہید ہوئے۔ لیکن جمہور نے ان کا ذکر نہین کیا۔ ان دونون کی والدہ اسما بنت عمیس خثعمیہ ہے۔ عمر اور رقیہ ان دونون کی والدہ ام حبیب بنت زمعہ ہے۔ کہتے ہین کہ وہ دونون توام پیدا ہوئے تھے۔ عمر انتقال کے وقت ۳۵ سال کی تھی۔ کاشفی نے ان کا ذکر شہداء کربلا مین کیا ہے لیکن محققون نے اسکو نہین لکھا۔ امام الحسن۔ رملۃ الکبریٰ ان دونون کی والدہ ام سعد بنت عروہ بن مسعود الثقفیہ ہے۔ ابوالقاسم محمد الاکبر یعنے ابن الحنفیہ انکی والدہ خولہ بنت جعفر الحنفیہ ہین۔ اور ان کی ولادت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خلافت مین ہوی۔ بعض کہتے

ہین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت مین اور آپ کی وفات سنہ ۳۱ یا سنہ ۳۶
رضوی مین اور بعض نے مدینہ منورہ مین ہونیکا ذکر کیا ہے اوسوقت آپ کی عمر ستنتر
سال تہی۔ آپ کو اولاد بھی ہوی۔ محمد الاوسط انکی والدہ امامہ بنت ابی العاص
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبسی اور بی بی زینب رضی اللہ عنہا کی لڑکی
محمد الاصغر انکی والدہ ام ولد ہے بعضون نے اسما بنت عمیس اور لیلی بنت مسعود
الدارمیہ بھی کہا ہے۔ آپ بھی کربلا مین شہید ہوئے۔ نفیسہ۔ ام ہانی۔ میمونہ
زینب الصغری۔ رملہ الصغری۔ ام کلثوم۔ فاطمہ۔ امامہ۔ خدیجہ۔ ام الکرام۔
ام جعفر۔ ام سلمہ۔ جمانہ ان سب کے ماؤن کے نام معلوم نہ ہوئے۔ اور ایک
لڑکی طفلی مین وفات پائی اوس کا نام معلوم نہ ہوا۔ مگر اوسکی والدہ امرا والقیس
بن عدی بن اوس الکلبیہ کی لڑکی ہے۔

پانچوان حصہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے احوال مین۔

آپ کا نام طلحہ اور کنیت ابو محمد۔ باپ کا نام عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب
بن سعد بن تیم بن مرۃ ان کا نسب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
مرۃ مین ملتا ہے۔ والدہ کا نام صعبہ بنت عبد اللہ الحضرمیہ۔ آپ حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے ستنرہ سال کے چھوٹے اور سابقین اولین سے ہین۔
جب حضرت رسول اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی
ترغیب سے مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپ کے فضائل مین بہت سی احادیث
وارد ہین اور آپ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سب جنگون

مین شریک تھے مگر بدر مین شریک نہ ہو سکے کیونکہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کسی
حاجت کے لئے روانہ فرمایا تھا لیکن بدر کے ثواب اور غنیمت مین شریک تھے اور احد کے
جنگ مین بہت کوشش کی اور اپنے کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سپر بنائے ہوئے
تھے اس روز ان کے جسم مین اسی سے زاید زخم لگے تھے اور ہاتھ شل ہو گیا تھا۔ حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوس روز ایک صخرہ پر چڑھنا چاہے لیکن زخمون کی تعب
اور بکترون کے بوجھ سے چڑھ نہ سکے پھر طلحہ رضی اللہ عنہ بیٹھنے سے اونکی پشت پر قدم
مبارک رکھ کے صخرہ پر آئے اور یہ ارشاد نبوی ہوا کہ طلحہ نے اپنے لئے جنت واجب کرلی
روایت ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے
طلحہ اور زبیر میرے دو ہمسائے ہین جنت مین۔ روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کی طرف نظر
کرکے فرمایا جو کوئی مرے ہوئے شخص کو زمین پر چلتا ہوا دیکھنے کو درست رکھتا ہے
تو اسکو دیکھے۔ ایک روایت مین آیا اگر کسی کو اچھا معلوم ہوتا ہو کہ شہید کو زمین پر چلتا ہو
دیکھے تو طلحہ بن عبید اللہ کو دیکھے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے روز آپکا
نام طلحۃ الخیر رکھا۔ اور دوسری کسی جنگ مین طلحۃ الفیاض اور جنگ خیبر مین طلحۃ الجود
کے خطاب سے نامزد فرمایا۔ آپ کی شہادت جنگ جمل مین ۲۲۔ جمادی الآخر
۳۶ سنہ ہجری روز جمعہ بقولے پنجشنبہ ہوی اور آپ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
کے جانب تھے۔ آپکا قاتل مروان بن الحکم ہے جو دلمین کینہ رکھتا تھا آخر آپ کو تیر
سے مارا وہ حلق مین جا لگی اور اسکے صدمہ سے شہادت پائی اور بصرہ مین دفن کئے
کئے گئے۔ عمر شریف چوراسی سال کی تھی بعض اقوال سے بہتر اور چونسٹھ اور باسٹھ

اور ساٹھ یا اٹھاون کی تھی ۰۰

چھٹوان چمن حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے احوال مین

آپ کا نام زبیر اور کنیت ابو عبد اللہ بن العوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قصی القرشی. آپ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپی زاد بھائی اور ام المومنین خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا کے برادر زادہ ہوتے ہین. آپ کی والدہ صفیہ بنت عبد المطلب رضی اللہ عنہا ہین جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپی ہین. زبیر رضی اللہ عنہ سابقین اولین اور شجیعان مشہورین سے ہین. ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ترغیب سے اسلام لائے اوسوقت انکی عمر سولہ سال کی تھی اور بعض آٹھ بھی اور بارہ بھی کہتے ہین. جب اسلام لائے تو اُن کا چچا ان کو سخت تکلیف دیتا تھا تاکہ دین اسلام ترک کرین لیکن آپ نے اسلام پر ثابت قدم رہکر جانب حبش اور اوسکے بعد مدینہ منورہ مین ہجرت کی. حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بدر اور اوسکے بعد کے تمام جنگون مین شریک رہے اور خندق کے روز حضور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی نگہبانی کرتے تھے اور پہلے شخص ہین جنھون نے اللہ کی راہ مین تلوار کھینچی آپکے فضائل ومناقب بیشمار ہین. روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ احزاب کے روز فرمایا کہ کون شخص قوم کی خبر لائیگا تو زبیر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین لاؤنگا تب آنحضرت نے فرمایا کہ ہر ایک نبی کے حواری ہوتے ہین اور میرا حواری زبیر ہے. روایت ہے زبیر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون شخص بنی قریظہ کو جاکر انکی کیفیت لائیگا.

حواری

پھر مین جاکر آیا تو آنحضرتؐ نے میرے لئے اپنے ابناپ کو جمع کرکے فرمایا کہ میرا ماں باپ تجپر فدا ہو انکی شہادت جمل کے جنگ مین جمادی الاولیٰ ۳۶ ؁ھ روز پنجشنبہ کو ہوئی عمر شریف چونسٹھ سال کی تھی بعض چھیاسٹھ اور ستاسٹھ اور پچپن بھی کہتے ہین۔ وادی سباع مین دفن کرکے پھر وہان سے بصرہ مین منتقل کئے گئے۔ مروی ہے کہ جنگ جمل مین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے زبیر کیا تم کو یاد نہین کہ ایک روز مین اور تم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے تو تم سے فرمایا اے زبیر تم علی کو دوست رکھتے ہو تو تم نے کہا کہ علی کی دوستی سے مجھے کیا مانع ہے پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ایک روز ہوگا تم علی پر ناحق نکلوگے اور اوس سے جنگ کروگے۔ یہ سنکر زبیر نے یاد کیا اور جنگ سے باز آئے۔ اوس کے بعد زبیر رضی اللہ عنہ ایک جگہ جاکر نماز مین مشغول تھے تو ابن جرموز نے جو علی رضی اللہ عنہ کے لشکر والون سے تھا جاکر آپ کا سر مبارک کاٹ لایا اور اندر آنے کا اذن چاہا تو علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے اوسکو اذن نہ دیکر فرمایا کہ مین نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرمایا زبیر کا قاتل دوزخ مین ہے۔

ساتوان حصہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے احوال مین

آپ کا نام سعد اور کنیت ابو اسحٰق بن ابی وقاص مالک بن وُہَیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ قرشی الفہری الزہری۔ آنحضرتؐ کے ساتھہ کلاب مین انکا سلسلہ ملتا ہے اور والدہ کا نام حمنہ بنت سفیان بن امیۃ الاموی القرشی۔ آپ سابقین اولین اور شجیعان مشہورین سے ہین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ترغیب سے ایمان لائے۔ اوس وقت اونکی عمر شریف سترہ سالہ تھی بعض نے انیس لکھا ہے۔ آپ حضرت نبی

صلی اللہ علیہ وسلم سے بیس سال کے چھوٹے تھے اور آپ ہر وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک رہتے تھے اور تمام جنگوں میں حضرتؐ کے ساتھ شریک تھے۔ اور آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے سب سے پہلے خدا کی راہ میں تیر چلایا۔ آپ ہی کے ہاتھ پر عجم کے ملک فتح ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے مناقب بہت سے ارشاد فرمائے

مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احد کے روز فرمایا "اے سعد تم تیر چلاؤ۔ میرے ماں باپ تم پر فدا ہیں" اور یہ بھی فرمایا "تیر چلاؤ اے توانا لڑکے"۔

اور یہ بھی ارشاد ہوا کہ "اے پروردگار اسکی تیر اندازی کو کمال پر پہونچا اور اسکی دعا کو قبول کر" اور یہ بھی فرمایا "اے پروردگار جب سعد تجھ سے دعا کرے تو قبول کر"۔

مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی جنگ سے واپس ہو کر مدینہ منورہ کو آتے وقت ایک شب بیدار تھے نیند نہ لگی تو فرمایا کاش کوئی صالح مرد میری پاسبانی کرے یکایک ہتھیار کی آواز سمع مبارک میں آئی تو فرمایا یہ کون ہے۔ جواب آیا کہ میں سعد ہوں تو آنحضرتؐ نے فرمایا تم کو کون چیز یہاں لے لائی تو کہا میرے دل میں آپ کی ذات مبارک کے متعلق اندیشہ ہوا اسی لئے میں نگاہبانی کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے لئے دعا فرمائی۔ روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ ایک روز سعد رضی اللہ عنہ حضور نبوی میں حاضر ہوئے تو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ میرا ماموں ہے کوئی اپنے ماموں کو دکھادے۔ جابر کہتے ہیں کہ سعد بنی زہرہ سے ہیں اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ بھی بنی زہرہ سے ہیں اس لئے انکو عقیق مدینہ منورہ سے تقریباً دس میل کے فاصلہ پر واقع ہے جہاں آپ کی ایک حویلی تھی آپ کی وفات اوسمیں ۵۵؁ھ ہجری بزمانہ خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ ہوئی اور

بعض قول مین ۵۳ھ و ۵۲ھ بھی آیا ہے۔ بقیع مین دفن کئے گئے۔ اونکی عمر شریف اوس وقت ستر سال سے زاید تھی بعض بیاسی یا ستیاسی بھی کہتے ہین۔ شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہ نے اسماء الرجال مشکوٰۃ مین لکھا ہے کہ آپ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بیس سال چھوٹا ہونا جو بیان کیا گیا ہے اوس حساب سے وہ اٹھیاسی سال کے بلکہ ایکانوے سال ہوتے ہین واللہ اعلم اور عشرۂ مبشرہ مین سب کے اخیر آپ ہی کا انتقال ہوا

آٹھوان چمن حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے احوال مین

آپ کا نام سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بن عبدالعزی قرشی العدوی۔ اور والدہ کا نام فاطمہ بنت نعجہ بن امیہ بن خویلد بن خالد الخزاعیہ ہے۔ آپ کی کنیت بن الاعور تھی۔ عمر رضی اللہ عنہ کے چچیرے بھائی کے فرزند اور اونکی ہمشیرہ فاطمہ کے شوہر ہین۔ سابقین اولین سے ہین اسلام لاتے وقت بیس سال کی عمر تھی۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ احد اور اوسکے بعد کے جملہ جنگون مین شریک تھے اور بدر مین اسلئے حاضر نہ تھے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ قریش کے قافلہ کی خبر لانے کے لئے روانہ فرمایا تھا لیکن اہل بدر کے حصہ اور ثواب مین شریک فرمایا۔ آپکے مناقب و فضائل بیشمار ہین۔ حضرت سعید بن زید سے مروی ہے فرمایا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ ۹ شخص بہشتی ہین اگر دسوین کے متعلق بھی بہشتی ہونے کی گواہی دون تو مین گنہگار نہ ہونگا پوچھا وہ کیسے تو کہا ہم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جبل حرا پر تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حرا ساکن رہ تجھ پر کوئی نہیں ہے مگر نبی یا صدیق یا شہید سعید سے پوچھا گیا کہ پہاڑ پر کون کون تھے تو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور ابوبکر عمر عثمان علی طلحہ زبیر سعد عبدالرحمن بن عوف پھر پوچھے دسوان کون تھا تو کہے مین۔ انکی وفات سنہ ۵۰ھ یا ۵۱ھ یا ۵۲ھ ہجری کو عقیق مین ہوی پھر مدینہ منورہ مین دفن کیا گیا بعض کہتے ہین کوفے مین وفات ہوی وہین مدفون ہوئے۔ عمر شریف ستر سال سے زیادہ تھی۔

نوان حصہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے احوال مین

عبدالرحمن بن عوف بن عبد عوف بن عبدالحارث بن زہرہ بن کلاب بن مرۃ القرشی الزہری۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا نسب کلاب مین ملتا ہے۔ آپ کی کنیت ابو محمد اور جاہلیت مین آپ کا نام عبدالکعبہ بقولے عبد عمرو تھا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیل فرما کر عبدالرحمن رکھا۔ آپ کی والدہ کا نام صفیہ ہے ان کو الشفا بھی کہتے ہین جو عوف بن عبدالحارث بن زہرہ کی بیٹی تھین۔ آپ کی ولادت قصہ فیل کے دس سال بعد ہوی۔ قدیم الاسلام ہین۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ترغیب سے ایمان لائے اور آپ کے فضائل ومناقب بیشمار ہین حضرت رسول اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بدر اور احد اسکے بعد کے تمام جنگون مین شریک تھے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک مین ان کے پیچھے نماز مین اقتدا

فرمائی اور شعبان سنہ ۶ ہجری مین آپ کو دُومۃ الجندل پربنی کلب کے مقابلہ کے
لئے روانہ فرمایا اور اپنے روبرو بٹھکر اپنے دست مبارک سے پگڑی باندہی اور آپ نے
مدینے کی جس وقت ہجرت کی ان دنون فقیر تھے پھر تجارت کرنے سے دولت ومال بہت
حاصل ہوا. مروی ہے کہ آپ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین ایکدفعہ
چار ہزار درہم صدقہ لائے اور عرض کیا کہ میرے پاس آٹھ ہزار درہم تھے اونمین سے
چار ہزار درہم اپنے لئے رکھ کر بقیہ چار ہزار درہم اپنے پروردگار کو قرض دیتا ہون
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جو خدا کے لئے لائے اور جو اپنے لئے رکھے سب
مین اللہ تعالیٰ تم کو برکت دیوے. اللہ تعالیٰ نے آپ کی اور عثمان رضی اللہ عنہ
کی شان مین یہ آیت نازل فرمائی اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ
وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ مروی ہے کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے زمانہ مین اپنا آدہا مال یعنے چار ہزار درہم تصدق کئے اسکے بعد چالیس
ہزار اسکے بعد پھر چالیس ہزار دینار تصدق کئے اور غریب مجاہدین کو راہ خدا
مین پانسو گھوڑون پر سوار کرایا اوسکے بعد پانسو اونٹون پر سوار کرایا اور حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے بعد امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے ساتھ
بہت احسان کرتے تھے اور اونکی خدمت مین ایک باغ پیش کیا جو چالیس ہزار دینار
یا درہم کو فروخت ہوا روایت ہے بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ وہ اپنے
گھر مین تھین یکایک آواز سنی جس سے مدینہ لرز گیا بی بی نے دریافت فرمایا کہ یہ
کیا ہے. معلوم ہوا کہ عبدالرحمن کے اونٹ شام سے آئے ہین اور وہ سات سو ہین

بی بی عائشہ نے فرمایا کہ مین نے حضرت رسول اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ مین نے عبدالرحمن بن عوف کو دیکھا جنت مین رینگتے ہوئے داخل ہوتے ہین۔ پھر یہہ حدیث عبدالرحمن کو پہونچی سو عائشہ صدیقہ کے پاس آکر سوال کئے۔ پھر جب بی بی نے یہہ حدیث کہی تو اون تمام اونٹون کو کجاوے اور پالان کے ساتھ خدا کی راہ مین دیدیا۔ آپ کی وفات ماہ ربیع الاول سنہ ۳۲ ہجری عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت مین ہوی۔ بقیع مین دفن کئے گئے۔ جنازہ کی نماز عثمان رضی اللہ عنہ نے امام ہوکر پڑہائی بعضون نے کہا ہے کہ زبیر بن العوام اور بعضون نے کہا ہے کہ علی مرتضی رضی اللہ عنہما نے امام ہوکر پڑہائی۔ آپ کی عمر شریف بہتر سال کی تھی۔ بعضون نے پچہتر اور اٹہتر بھی کہا ہے۔

دسوان احمدین حضرت ابی عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے احوال مین

آپ کا نام عامر بن عبداللہ بن الجراح بن ہلال بن اھیب بن ضبہ بن الحارث بن فہر القرشی حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انکا نسب فہر مین ملتا ہے۔ آپ کی کنیت ابو عبیدہ تھی۔ آپ اپنی کنیت اور اپنے جد جراح کی طرف منسوب ہوکر مشہور ہوئے۔ والدہ کا نام امیمہ بنت غنم۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سابقین اسلام سے ہین۔ اسلام لانے کے وقت اونکی عمر ستائیس سال کی تھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بدر اور نیز اوسکے بعد کے تمام جنگون مین تھے۔ آن کے فضائل و مناقب کی کچھہ انتہا نہین۔ مروی ہے کہ جنگ بدر مین اونہون نے اپنے باپ کو جو کافرون کے ساتھ تھا قتل کیا اور جنگ احد مین جبکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رخسار مبارک

زخمی ہوکر ادہیں خود کے دو کڑیاں دہس گئے تھے تو ان دونون کڑیون کو اپنے دانتون سے کھینچ نکالین جس سے دو دانت ٹوٹ گئے۔ روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر امت کے لئے ایک امین ہوتا ہے۔ اس امت کا امین ابو عبیدہ بن الجراح ہے روایت ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین نجران کے لوگون نے آکر کہا کہ ہمارے ہان کسی امین شخص کو روانہ فرمائیے تو پھر ہر ایک شخص اپنے آپ کو بھیجنے کے لئے دیکھنے لگا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی عبیدہ بن الجراح کو بھیجا۔ آپ کی وفات عمواس مین طاعون سے ۵۔ربیع الاول ۱۸ھ ہجری کو بزمانہ خلافت عمر رضی اللہ عنہ ہوی۔ جنازہ کی نماز معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے امام ہوکے پڑہائی۔ بیسان مین دفن کئے گئے اب دمشق مین انکی قبر زیارتگاہ عام ہے۔ اسوقت انکی عمر شریف اٹھاون سال کی تھی۔

چوتھا گلزار ائمہ اطہار رضی اللہ عنہم کے احوال مین

اس مین بارہ چمن ہین

پہلا چمن حضرت جگر پارہ رسول فخلدۂ کبد بتول امام حسن رضی اللہ کے احوال مین

امام حسن رضی اللہ عنہ کا نسب شریف آفتاب جہان تاب کے مانند روشن و مشہور ہے اور نام مبارک ماہ چہاردہ کے مانند معروف و پُرنور۔ آپ کے والد امام مشارق و مغارب امیر المومنین علی بن ابی طالب۔ والدہ سیدۃ النساء عالمین فاطمۃ الزہرا بنت سید المرسلین حبیب رب العالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہین۔ آپ کی کنیت

ابو محمد اور لقب تقی اور زکی. طیب. سید. سبط. ولی. مجتبیٰ ہے. ولادت باسعادت سہ شنبہ کے روز سولہوین رمضان ۳ھ ہجری کو مدینہ منورہ مین ہوی. حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے کان مین اذان دی اور ساتوین روز نام مبارک حسن رکھا اور عقیقہ کیا اور سر کے بال تراش کرا سکے ہموزن روپا (چاندی) تصدق فرمایا بعض کہتے ہین کہ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے آپکا نام حرب رکھا بقولے حمزہ. پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیل فرماکر حسن رکھا مروی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے حسن اور حسین دونون نام ایک حریر کے قطعہ مین حقتعالے کے پاس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ لاکر دئیے اور یہ بھی مروی ہے کہ حسن و حسین دونام اہل بہشت کے نامون سے ہین کہ عربون نے ایام جاہلیت مین کسیکا نہ رکھا تھا. حضرت حسن رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت شبیہ تھے شباہت صوری و معنوی دونون رکھتے تھے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت پیارے تھے. نہایت حلم و کرم والے تھے تو صاحب سکینہ و وقار اور صاحب زہد و ورع بھی تھے. آپ کے اوصاف حمیدہ کی کچھ انتہا ہے اور نہ اخلاق پسندیدہ کی کچھ حد. آپ کے فضائل و مناقب بیشمار ہین اس مختصر رسالے مین چند ذکر کئے جاتے ہین.

روایت ہے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے کہ مین نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ امام حسن رضی اللہ عنہ حضرت کے دوش مبارک پر تھے اور آپ یہ فرماتے تھے "اے پروردگار مین حسن کو دوست رکھتا ہون تو بھی اسکو دوست رکھ"

روایت ہے علی کرم اللہ وجہہ سے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص مجھہ کو دوست رکھتا ہے تو ضرور ہے کہ اسکو بھی دوست رکھے یعنے حسن کو

روایت ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ دن بہت تھوڑا گذرا تھا مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا یہانتک کہ آپ بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر آئے پس فرمایا کیا لڑکا یہان ہے یعنے حسن پھر تھوڑی دیر نہ گذری کہ امام حسن دوڑتے ہوئے آئے پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور امام حسن بایکدیگر گلے مین ہاتھ ڈالے اسکے بعد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے پروردگار مین اسکو دوست رکھتا ہون پس تو اسکو دوست رکھ اور جو شخص اسکو دوست رکھتا ہے اسکو بھی دوست رکھ" روایت ہے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے کہ انہون نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت مین حضرت سے بہت شبیہ اور احب حسن بن علی تھے. مین نے دیکھا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدے مین رہتے اور حسن آکے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوش مبارک پر یا یون کہا پشت مبارک پر سوار ہوتے تھے اور آپ حسن کو نہین اتارتے تھے یہان تک کہ وہ خود اترتے تھے اور یہ بھی دیکھا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع مین تھے اور حسن کے لئے اپنے پاؤن کے درمیان کشادگی کرتے تھے پھر حسن دوسرے جانب سے نکلتے تھے. روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور آپ نے حسن کو اپنے دوش مبارک پر سوار کیا تھا پھر ایک شخص نے ملکر کہا اے لڑکے بہت اچھی سواری ہے جسپر جو تم سوار ہوئے ہو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنکر فرمایا کہ وہ سوار بھی بہتر ہے. روایت ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہ مین نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا اور حسن بن علی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بازو پر تھے. حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایکبار لوگون کے طرف دیکھتے تھے اور ایکبار حسن کی طرف اور فرماتے تھے یہ میرا لڑکا سید ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالی اسکے

اسکے سبب سے مسلمانون کی دو بڑی جماعتون مین صلح کرائیگا۔ روایت ہے ابی سلمہ
بن عبدالرحمن سے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان مبارک کو حسن بن
علی کے دکھانے کے لئے نکالتے جب صاحبزادہ زبان کی سرخی مشاہدہ کرتے تو خوشی کا
اظہار کرتے۔ روایت ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے
ساتھ نماز پڑھتے تھے پھر امام حسن آتے تھے اسوقت وہ چھوٹے تھے جب حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سجدہ میں رہتے تو وہ کبھی حضرت کی پشت مبارک پر اور کبھی گردن مبارک پر بیٹھتے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
انکو آہستہ اٹھاتے تھے جب نماز سے فارغ ہوتے تو صحابہ عرض کرتے یا رسول اللہ آپ اس
لڑکے کے ساتھ جو کرتے ہین کسیکے ساتھہ اس طرح نہین فرماتے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا یہ میرا ریحان[1] ہے اور یہ میرا لڑکا سید ہے اور قریب ہے کہ خداے تعالی اس کے
سبب سے مسلمانونکی دو بڑی جماعتون مین صلح کرائیگا۔ مروی ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ
نے فرمایا کہ مین اپنے رب سے شرم کرتا ہون کہ اس سے ملون بحالیکہ پیادہ پا اسکے گھر کو نہ
جاؤن پھر بیس حج بقولے پچیس حج پیادہ پا ادا کئے۔ مروی ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ
نے ایک شخص کو خداے تعالی سے دس ہزار درم طلب کرتے ہوئے سنا پھر اسقدر
درم اسکو روانہ کئے۔ ایک دوسرے شخص نے اپکے پاس آکر اپنے فقر و فاقہ کی شکایت
کی اور سابق مین وہ متمول تھا۔ امام حسن نے اسکے جواب مین فرمایا کہ میرے نزدیک تیرے
سوال کا حق بہت عظیم ہے اور تیرے لایق دینے کے لئے میرے ہاتھ مین نہین ہے
مگر تھوڑا ہے اگر اوسکو قبول کرے تو دیتا ہون اوس نے کہا اے ابن بنت الرسول
صلی اللہ علیہ وسلم مین تھوڑے کو قبول کرتا ہون اور عطیہ کا شکر کرتا ہون پھر حضرت نے
اپنے وکیل کو طلب فرمایا اور اوس سے حساب کا تصفیہ کرکے فرمایا جو باقی ہے سو اسکو لے آؤ

[1] ریحان لغت مین روزی اور راحت اور علاوہ خوشبودار گھاس کو کہتے ہین یہان اس سے روزی اور ادب اور دوسرے معنی بھی مراد ہو سکتے ہین ۱۲ منہ

وکیل نے پچاس ہزار درم حاضر کیے۔ آپ نے فرمایا اور پانسو دینار جو تمہارے پاس
تھے سو وہ کیا ہوئے عرض کیا وہ میرے پاس ہین۔ آپ نے اسکو بھی لانے کا حکم دیا
غرض وہ لے آنے کے بعد جملہ مبلغ اس شخص کو مرحمت فرمادئے اور اوس سے بہت
معذرت بھی فرمائی۔ روایت ہے بزاز سے کہ جب حسن رضی اللہ عنہ کو خلیفہ ہونے کے
بعد ایک روز حالت نماز مین اثناء سجدہ مین ایک بدبخت نے خنجر سے مارا پھر اوس کے
بعد حضرت ممدوح نے خطبہ پڑہا اور فرمایا اے اہل عراق تم ہمارے حق مین اللہ تعالے
سے ڈرو کیونکہ ہم تمہارے امرا اور مہمان ہین اور ہم اہل بیت سے ہین جن کے شان
مین حق تعالے نے فرمایا اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ
اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا پھر جب حضرت یہ تقریر فرمانے لگے
تو یہ اثر ہوا کہ اہل مجلس سے کوئی نہ رہا جو رونے نہ لگا ہو۔ ابن سعد نے عمر بن اسحٰق
سے روایت کی ہے کہ انہون نے فرمایا کہ مین نے حسن رضی اللہ عنہ سے سخت بات
کبھی نہ سنی مگر ایکبار آپ کے اور عمرو بن عثمان بن عفان کے درمیان کسی ایک زمین کے
متعلق تکرار چلی تو اوس وقت فرمایا لَيْسَ لَهُ عِنْدَنَا اِلَّا مَا رَغِمَ اَنْفَهُ
یعنی عمرو کے لئے ہمارے نزدیک نہین ہے مگر وہ جو اسکی ناک کو مٹی لگادے۔ یہ سخت
ترین کلمہ ہے جو کچھ حضرت سے ایسا سنا گیا۔ اور مروی ہے کہ جب مدینہ منورہ کا مروان
عامل ہوا وہ ہر جمعہ کو منبر پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو برا بھلا کہتا۔ ایک روز حضرت کو حسب عادت
برا بھلا کہہ کر کسیکو حضرت امام حسن کے نزدیک بھیجا تو حضرت نے اوسکو فرمایا تو مروان سے جاکے
کہہ خدا کی قسم مین تجھ کو گالیان دیکر تیری کسی گناہ کو محو نہ کرونگا لیکن ہمارا اور تیرا وعدہ خدا تعالے
کے نزدیک ہے اگر تو صادق ہے تو اللہ تعالے صدق کی جزا دیگا اگر تو کاذب

ہے تو اللہ تعالے کا سخت ترین عذاب ہے ۔ مروی ہے کہ جب امام حسن رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو مروان جنازہ کے ساتھ روتا تھا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے اوسکو فرمایا تو اونکو زندگی مین اس قدر رنج دیتا تھا اور اب روتا ہے ۔ مروان نے پہاڑ کی طرف اشارہ کرکے کہا وہ اس سے زیادہ حلیم شخص تھا۔ جب علی رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوی تو آپ اہل کوفہ کی بیعت سے خلیفہ ہوئے اور آپ اخیر خلفائے راشدین سے ہین بمقتضاے حدیث شریف اَلْخِلَافَةُ بَعْدِيْ ثَلٰثُوْنَ سَنَةً چند ماہ چند روز تک جو خلافت کے ایام تمام ہونے مین باقی تھے آپ نے امور خلافت کو انجام دیا اسکے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ کی تنبیہ کو روانہ ہوئے ۔ ادہر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی شام کی فوج لیکر آئے اس وقت امام حسن رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ جنگ مین مسلمانون کی بہت تباہی ہے اسلئے معاویہ سے چند شرائط پر صلح کرکے امور خلافت انکے تفویض فرمائے اور یہ معاملہ ربیع الاول یا بقولے ربیع الثانی یا جمادی الاول سنہ ۴۱ ہجری کو ہوا اور امام حسن رضی اللہ عنہ وہان سے مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے ۔ یہ صلح جو ہوئی سو اس مین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ظہور مین آیا جو آپ نے امام حسن کی شان مین ارشاد فرمایا تھا ھذا ابنی سید لعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین یعنی یہ میرا لڑکا سید ہے امید ہے کہ اللہ تعالے اوسکی وجہ سے مسلمانون کی دو بڑی جماعتون مین صلح کرادے حضرت حسن کی وفات مدینہ منورہ مین صفر کی ستائیسوین یا دوسری کو سنہ پچاس یا انچاس ہجری مین ہوی۔ اونکے مرض الموت کا واقعہ یہ ہے کہ جعدہ بنت اشعث بن قیس کو جو آپ کی عورت تھی یزید بن معاویہ نے لاکھ درم دے کر بہیجا اور اوس سے یہ عہد کیا کہ اگر حسن رضی اللہ عنہ کو

زہر پلا ئیگی تو مین تجھ کو نکاح کر ذنگا اور جعدہ بیوفا نے حطام دنیاوی پر فریفتہ ہوکر جگر بند
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین چار بار زہر پلایا. دو مرتبہ کچھ تاثیر نہ ہوئی تیسرے
مرتبہ کا زہر موثر ہوکر حضرت کے جگر کے ٹکڑے ٹوٹے اور چالیس روز تک بیمار رہکر وفات
پائی. انا للہ وانا الیہ راجعون امام حسین اور محمد اور عباس فرزندان
علی کرم اللہ وجہہ نے غسل دیا اور سعید بن ابی العاص نے جو اس وقت معاویہ
کی طرف سے مدینہ منورہ کے عامل تھے امام حسین رضی اللہ عنہ کے حکم سے جنازہ کی
نماز امام ہوکر پڑھائی. آپ بقیع مین دفن کئے گئے. امام حسن رضی اللہ عنہ کی عمر شریف
سینتالیس یا اڑتالیس سال ہوئی. از انجملہ سات سال رسول اللہ علیہ وسلم کے
نزدیک تھے اور تیس سال علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ تھے اور چھ مہینے خلیفہ رہے
اور نو سال مدینہ منورہ مین سکونت فرمائی. جعدہ نے آپ کی وفات کے بعد یزید کے
اپنے کسی آدمی کو روانہ کیا تاکہ وہ اپنی شرط پوری کرے. یزید نے جواب دیا ہم تجھ
سے حسن کے لئے راضی نہ ہوئے پھر خود ہمارے لئے کسطرح راضی ہوؤن. مروی ہے
کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی مرض موت مین امام حسین رضی اللہ عنہ کو فرمایا
اے بھائی میری موت حاضر ہوئی ہے اور تم سے جدا ہونے کا وقت نزدیک آپہونچا
ہے اب مین اپنے پروردگار سے ملنے والا ہون. تین بار مجھ کو زہر پلایا گیا. اس دفعہ
کا طور ہی دوسرا ہے کہ میرے جگر کے ٹکڑے ٹوٹ ٹوٹ گئے ہین. امام حسین نے
فرمایا اے بھائی آپکو زہر دینے کا کس پر گمان ہے امام حسن نے فرمایا کیا اوسکو قصاص
مین مار ڈالنے کے لئے پوچھتے ہو؟ امام حسین نے جواب مین فرمایا ہان. تب امام حسن نے
فرمایا جیسا میرا گمان ہے اگر اوس نے زہر دیا ہے تو اللہ کا عذاب سخت تر ہے اگر اوس نے

نہ دیا ہو تو مین پسند نہین کرتا کہ میرے لئے ایک بیگناہ قتل ہو۔ امام حسن کی اولاد کسقدر رہی اس مین اختلاف ہے۔ بعضے کہتے ہین نو لڑکے اور چھے لڑکیان بقولے پندرہ لڑکے اور آٹھ لڑکیان۔ بقولے گیارہ لڑکے اور ایک لڑکی۔ اور ان کے نام یہ ہین۔ زید انکی عمر نود سال کی بقولے پچانوے بقولے سو سال کی ہوی انکو اولاد بھی ہے۔ ام الحسن اور ام الحسین ان تینون کی والدہ بشیر بنت ابی مسعود عقبہ بن عامر خزرجیہ ہے حسن مثنی جن کی والدہ خولہ بنت منظور فزاریہ ہین کربلا مین اپنے چچا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے اور امام حسین کی شہادت کے بعد یزیدیون کی قید مین آئے۔ اسماء بن خارجہ نے آکر انکو یزیدیون کے ہاتھ سے خلاصی دلائی انکی عمر پچاسی سال ہوئی اور امام حسین رضؓ نے اپنی دختر بی بی فاطمہ اون کے نکاح مین دی تھی اور ان کو اولاد بھی ہوئی۔ عمر جن کی کنیت ابو بکر تھی کربلا مین امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے جہان حرملہ نے تیر سے مار کر انہین شہید کیا۔ قاسم بھی کربلا مین دسوین محرم کو عمر بن سعد کی تلوار کی ضرب سے شہید ہوئے۔ آپ کی شہادت کا قصہ بہت ہی دردناک ہے جس سے سینہ چاک ہوتا ہے۔ عوام مین جو مشہور ہے کہ آپ ساتوین محرم کو شہید ہوئے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اوس روز اپنی لڑکی کا ان سے عقد فرمایا تہا وہ غلط ہے محققین کے نزدیک ثابت نہین۔ عبد اللہ یہ بھی کربلا مین شہید ہوئے ان تینون کی والدہ ام ولد تھین۔ عبد الرحمن ان کی والدہ بھی ام ولد ہین۔ حسین ان کا لقب اثرم ہے انکو اولاد ہوئی لیکن باقی نہ رہی۔ طلحہ اور فاطمہ ان تینون کی والدہ ام اسحٰق بنت طلحہ بن عبید اللہ تیمیہ ہے عبد اللہ ثانی اور احمد اور اسمٰعیل اور عقیل اور حسین ان پانچون

فرزندون کا بھی بعض نے ذکر کیا ہے۔ ام عبداللہ اور فاطمہ اور ام سلمہ اور رقیہ کی ماؤن کے نام معلوم نہ ہو سکے۔

دوسرا حسین حضرت سید الشہدا امام حسین شہید کربلا علی جدہ و علیہ التحیۃ والثنا کے احوال ہین۔

حسین رضی اللہ عنہ کا اسم مبارک مانند بدر الدجی کے تابان ہے اور نسب شریف مانند شمس الضحی کے درخشان۔ آپ کے والد علی مرتضیٰ اور والدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہما ہین آپ کی کنیت ابو عبداللہ اور لقب رشید، طیب، ولی، زکی، سعید، سبط، مبارک، شہید ہے۔ حضرت کی ولادت باسعادت ہجرت کے چوتھے سال شعبان کی پانچوین بقولے تیسری یا چوتھی کو سہ شنبہ کے روز مدینہ منورہ مین ہوئی کہتے ہین کہ آپکے حمل کی مدت چھے مہینے تھی امام حسنؓ کی ولادت اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے حمل کے درمیان پچاس روز کا فاصلہ تھا اور آپ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے سات ماہ بیس روز کے چھوٹے ہین۔ امام حسین متولد ہوئے بعد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کان مین اذان دی اور ساتوین روز آپ کا نام نامی اور اسم گرامی حسین رکھا اور عقیقہ فرمایا اور سر کے بال تراش کے اوس کے ہم وزن چاندی تصدق فرمائی۔ مروی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپکا نام حرب رکھا، پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیل فرما کے حسین رکھا۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت شبیہ اور حضرت کے بہت پیارے تھے زہد و ورع مین طاق اور سخاوت و شجاعت مین مشہور

آفاق. آپ کے خصائل حمیدہ اور شمائل جمیلہ کی کچھ غایت نہین اور مناقب و فضائل کی کچھ نہایت نہین. انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ حضرت رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ و السلام کے ساتھ بڑی شباہت رکھنے والون مین تھے. روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک روز دعوت کو جاتے تھے. یکایک حسین کو دیکھے کہ بازار مین کھیلتے ہین سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم جماعت سے آگے ہوکر اپنے دونون دست مبارک کھولے اور شاہزادہ نے (امام حسین) اِدہر اُدہر بھاگنا شروع کیا. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ تبسم کرتے تھے آخر ان کو پکڑ لئے. اور اپنے ایک دست مبارک کو ان کے زنخدان کے نیچے اور دوسرے دست مبارک کو سر کے پیچھے رکھ کر ان کو بوسہ دیکر فرمایا حسین میرے سے ہے اور مین حسین سے ہون حسین کو جو شخص دوست رکھے تو اللہ تعالےٰ اسکو دوست رکھتا ہے حسین ایک سبط ہے اسباط سے روایت ہے یحییٰ عامری سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسین میرے سے ہے اور مین حسین سے ہون اے پروردگار حسین کو جو دوست رکھتا ہے اسکو تو بھی دوست رکھ حسین ایک سبط ہے اسباط سے روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے پروردگار مین اس کو حسین کو دوست رکھتا ہون تو بھی اس کو دوست رکھ روایت ہے علی کرم اللہ وجہہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس کو یعنے حسین کو دوست رکھے تو مقرر اس نے مجھے بھی دوست رکھا روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا

فرماتے تھے جس کو یہ بات پسند ہو کہ سید جوانان اہل بہشت کو دیکھے تو وہ حسین بن
علی کو دیکھے روایت ہے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل نے مجھے خبر دی کہ میرا لڑکا حسین میرے بعد طف کی زمین پر مقتول
ہوگا اور یہہ مٹی مجھ کو دیکر کہا کہ یہ مٹی اس کے خوابگاہ کی ہے۔ روایت ہے ابی ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا حسین کے لعاب کو
چوستے تھے جیسا کہ آدمی خرمے کو چوستا ہے۔ اس کے سوا اور بھی بہت سی
احادیث حضرت کی شان مین وارد ہوئی ہین اس مختصر رسالہ مین بطور تبرک کے
تھوڑی سی لکھی گئین۔ آپ کی شہادت کربلا مین جمعہ کے روز دسوین محرم سنہ ۶۱ ہجری
مین ہوی بعض نے سنہ ۶۳ اور سنہ ۶۰ بھی کہا ہے۔ اس وقت عمر شریف اٹھاون
سال کے قریب تھی ابونعیم نے جو لکھا ہے آپ پینسٹھ یا چھ سٹھ سالہ عمر کے تھے
سہو سے ہے۔ واقعۂ شہادت یہہ ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے
جب اپنے بیٹے یزید کے لئے بیعت لینی شروع کی تو سب لوگون نے اسکی بیعت کر لی۔
مگر امام حسین اور عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن
عباس اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم نے بیعت نہین کی پھر سنہ ۶۰ ہجری مین
معاویہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو یزید نے ولید بن عتبہ کو جو مدینہ منورہ کا عامل
تھا لکھا کہ حسین اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر کو گرفتار کرکے کسی طرح سے
اپنی بیعت ان سے لے ولید نے امام ہمام کو طلب کرکے کہا کہ تمام مسلمانوں نے
یزید کی خلافت قبول کر لی ہے اب آپ کو بھی کرنی چاہئے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ
نے فرمایا میرے جیسا شخص پوشیدہ بیعت نہین کرتا جب سب مسلمان جمع ہو جاوین

تو ان کے ساتھ ہم کو بھی بلوائیے تا تمام متفق ہون ولید نے کہا آپ نے درست فرمایا اب آپ تشریف لیجائیے اور کل مومنون کی جماعت کے ساتھ تشریف لائیے
الغرض ولید نے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے بیعت لینے مین مشغول ہو کر
امام حسین سے تغافل کیا اور جب حضرت سے بیعت لینی چاہتا تو حضرت درنگی
فرماتے۔ آخر یکشنبہ کی شب کو ماہ رجب تمام ہونے دو روز باقی تھے حضرت
اپنی اہل اور اولاد کے ساتھ مکہ معظمہ کے جانب روانہ ہوئے اور ۳ شعبان شب
جمعہ کو مکہ معظمہ مین داخل ہوئے اور مکے کے تمام لوگ حضرت کے مطیع و منقاد
ہوگئے اور آپ کی خدمت مین آکر استفادہ کرنے لگے۔ جب کوفیون نے یہہ خبر
سنی تو تمام کے مشورہ سے امام حسین کی خدمت مین عرائض لکھے گئے کہ ہم یزید
کی بیعت سے راضی نہین اور اب تک اس کی متابعت نہین کی آپ جلد تشریف
فرما ہون تو ہم آپ کی بیعت اور اطاعت کرتے ہین۔ حضرت نے اس کا کچھہ جواب
نہ دیا تو پھر کوفی پے در پے قاصد اور عرائض بھیجنے لگے۔ حضرت نے جب دیکھا کہ
کوفیون کے رسل و رسائل بہت سے آئے ہین تب ان کو ارقام فرمایا کہ تمہارے
عرائض پہونچے بالفعل میرے چچیرے بھائی مسلم بن عقیل کو روانہ کیا ہون
تم ان کی بیعت کرو مین بھی عنقریب آتا ہون اور مسلم سے فرمایا وہان جاکر
دیکھو اگر ان کا قول راست ہو تو اطلاع دو تا کہ مین اپنے اہل و عیال کے ہمراہ
وہان وارد ہون۔ پھر مسلم کوفہ روانہ ہو کر مسلم بن عوسجہ کے گھر مین بقولے مختار
بن ابی عبیدہ کے گھر مین اترے اور اٹھارہ ہزار جنگی مردون نے مسلم کی
بیعت کی تو مسلم نے اس کیفیت کی حضرت کو اطلاع بذریعہ عرضداشت ارقام

فرمائی اور ادہر یزید اس کیفیت سے آگاہ ہوکر عبید اللہ بن زیاد کو جو بصرہ
کا عامل تھا خط لکھا کہ کوفہ کی حکومت بھی تجھہ کو دی گئی ہے وہان جاکر مسلم
بن عقیل کو قتل کردے۔ پھر ابن زیاد کوفہ کو روانہ ہوا اور وہان پہونچکر
دوسرے اور تیسرے روز سب کوفیون کو جمع کرکے بہت ڈرایا اور ایک
جماعت کو قتل کیا۔ مسلم یہہ سنکر رات کے وقت مختار کے گھر سے نکل کر ہانی
بن عروہ کے گھر مین چھپے اور کوفیون کی ایک ایک جماعت آکر ان سے
بیعت کرتی گئی۔ غرض بیس ہزار کے قریب لوگون نے ان سے بیعت کی۔ پھر مسلم
ان کو لیکر نکلے اور دونون فریق کے درمیان تیروسنگ سے لڑائی شروع
ہوئی۔ کوفہ کے رؤسا ابن زیاد کے حکم سے کوفیون کو بہت ڈرائے اس سے
ان کو بہت خوف و دہشت ہوئی اور انکی عادت قدیم جو بیوفائی کی تھی رنگ
لائی اور وہ جوق جوق اپنا عہدو پیمان توڑکر بھاگنے لگے۔ ہنوز مغرب نہ
ہوئی تھی کہ مسلم کے پاس بیس شخصون کے سوائے کوئی باقی نہ رہا جب مغرب
کی نماز پڑہکے مسلم نے دیکھا تو سوائے دس شخص کے کوئی نہین پھر تھوڑی دیر
مین ان بیوفاؤن نے بھی بھاگ کر مسلم کو تنہا چھوڑدیا۔ مسلم شب کی تاریکی
مین حیران و پریشان کوفے کے کوچون مین پھرتے تھے۔ آخر ایک بوڑہی
عورت (طوعہ نام) کے گھر مین چھپے۔ پھر ابن زیاد کو اس کی خبر ملی تو ستر
سرہنگون کو بقولے اسّی بقولے تین سو کو بھیجا کہ مسلم کو گرفتار کرکے لادین
مسلم نے شیر ژیان کے مانند حملہ کرکے چند کو گرادیا انہون نے عاجز آکر ہر طرف
سے سنگساری شروع کرکے مسلم کو زخمی کیا۔ مسلم جب زخمون سے

مستعد ہوئے تو چاروں طرف سے محاصرہ کر کے مسلم کو گرفتار کر کے ابن زیاد کے
پاس لے گئے پھر اس شقی کے حکم سے بکر بن حمران شامی نے حضرت مسلم کو شہید کیا
یہ واقعہ ۹ ذیحجہ سنہ ۶۰ ہجری چہار شنبہ کو ہوا اوسکے ایک روز قبل امام حسین
رضی اللہ عنہ اپنے اہل وعیال اور بنی عبدالمطلب سے انیس ۱۹ جوانون کو ہمراہ لیکر
مکہ معظمہ سے بجانب کوفہ متوجہ ہو چکے تھے ہر چند ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دوسرے
لوگ منع کرتے تھے اور کوفیون کی بیوفائی بیان کرتے تھے لیکن حضرت حسین نے
قبول نہ فرمایا القصہ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ فرات کے نزدیک پہونچے تو
مسلم کی شہادت کی خبر ملی پھر اسکے آگے عقیق کو پہونچے تو معلوم ہوا کہ ابن زیاد
ایک بڑے لشکر کو روانہ کیا ہے اور قادسیہ سے عذیب تک پیادون کو
متعین کیا ہے. پھر اس سے آگے بڑہے تو حضرت امام حسین رض کے اور قادسیہ کے
درمیان تین میل کا فاصلہ رہا تو سوار (فوج) نظر آنے لگی پھر ذو جسم مین
اوسی کے قریب ایک موضع تھا حضرت حسین رض نے مقام فرمایا. جب دوپہر ہوئی
تو حر بن یزید ایک ہزار مرد جنگی کے ساتھ حضرت رض کے مقابلہ مین اترا حضرت رض نے
اوس سے حال دریافت فرمایا تو کہا کہ مجھ کو ابن زیاد نے اس غرض سے روانہ
کیا ہے کہ آپ کو واپس جانے نہ دیا جاے بلکہ کوفہ کو لے اوٹین. جب حضرت نے
اپنے ہمراہین کو حجاز کی واپسی کا قصد فرمایا تو حر اور اس کا لشکر مانع ہوا.
اور حضرت نے اوس کا ارادہ دریافت فرمایا تو اوس نے کہا کہ آپ کو ابن
زیاد کے پاس لیجانے کا قصد ہے. پھر تکرار اسکے بعد حضرت نے عذیب اور
قادسیہ کو ترک کر کے بائین طرف کی راہ لی تو حر اور اس کا لشکر حضرت کے

ہمراہ ہوا جب قریہ نینوی کو جو فرات کے کنارے پر واقع ہے پہونچے تو ابن زیاد کا خط حر کو آیا کہ حسین کو قریہ اور حصن سے خالی اور آب و گیاہ سے عاری مقام مین ٹھیرائے اور یہہ کہ عنقریب سپاہی اور قاصد پہونچینگے۔ حر اس خط کا مطالعہ کر کے امام حسینؓ کے حوالہ کیا اور کہا آپ اسی مرحلہ مین قیام فرمائین۔ ہر چند امام ہمام نے قریب کسی قریہ مین اترنے کے لئے خواہش ظاہر فرمائی مگر اسنے قبول نہ کیا۔ پھر حضرت نے فرمایا ہم چند قدم آگے جا کر اترتے ہین تو بھی ہمارے ساتھ رہ۔ تب وہ راضی ہوا۔ پھر تھوڑی مسافت قطع کی تو حضرت کو مخالفون نے آگے بڑھنے سے روک دیا اور کہا یہین قیام فرمائیے کہ فرات بھی آپ سے قریب ہے۔ حضرت نے اوس جگہ کا نام دریافت فرمایا تو لوگون نے کہا کربلا ہے تو حضرت نے فرمایا یہہ کرب و بلا کی جائے ہے۔ پھر وہین قیام فرمایا۔ یہہ واقعہ دوسری محرم بروز پنجشنبہ ہوا۔ تیسری محرم کو عمر بن سعد بن ابی وقاص چار ہزار مرد بقولے بیس ہزار کو فے سے لیکر پہونچا۔ اوسکے بعد ابن زیاد نے حضرت کو پانی نہ دینے کے لئے ایک جماعت روانہ کی۔ تین دن تک حضرت امام مع متعلقین کو پانی نہ ملا۔ یہہ حادثہ شہادت کے تین روز قبل وقوع مین آیا۔ جب پیاس کا غلبہ اہلبیت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا تو حضرت امام ہمام نے اپنے بھائی عباس کو تیس سوار اور بیس پیادون کے ہمراہ روانہ فرمایا تو پانی حاصل ہوا۔ اسکے بعد ایک شخص عمر بن سعد کے پاس ابن زیاد کا یہہ پیام لئے آیا کہ تو جنگ کے لئے سبقت نہ کریگا تو تجھکو قتل کر دیا جائے گا۔ عمر یہ سنکر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور ہتھیار پہن کر پکارا یا خیل اللہ ارکبی و ابشری اور پیادون کو شمر لعین کے تفویض کر کے ۹۔ محرم عصر کی نماز کے بعد جنگ کے لئے آمادہ ہوا تو حضرت امام نے

عباس سے فرمایا کہ کسی طور سے آج مخالفون کو جنگ کرنے سے باز رکھو تا مین آج کی شب نماز
پڑہون اور استغفار کرون حق تعالے جانتا ہے کہ مین نماز اور استغفار اور تلاوت
قرآن کو دوست رکھتا ہون الغرض عمر سعد نے بتکرار کے بعد قبول کرکے بزرگاہ سے مراجعت
کی پھر امام ہمام اور ان کے یار تمام رات صلوٰۃ و استغفار مین مشغول رہے اور مخالفین
کے نگاہبان گشت کرتے تھے. جب صبح ہوئی تو ۱۰ محرم جمعہ کو عمر بن سعد بہت بڑا لشکر ہمراہ
لیکر نبرد گاہ مین پہونچا حضرت حسین بھی اپنے ہمراہیون کے ساتھ جو بتیس سوار اور چالیس
پیادے تھے بے خوف و ہراس غایت شجاعت و تہور سے مقابلہ مین آئے اور ادن
بے دینون کو بہت سی پند و نصیحت فرمائی لیکن اون کور باطنون کو کچھ اثر نہ ہوا پھر
حضرت امام ہمام گھوڑے پر سوار ہو کر انتظاری کرتے تھے کہ مخالفین خود جنگ
کی پیش قدمی کرین اس اثنا مین تیس شخصون سے زیادہ جو مخالفین کے تھے آنحضرت
کے جان نثار ہو کر آملے. چنانچہ حر بن یزید بھی ان مین تھے اور انہون نے عرض کیا
کہ میری توبہ قبول ہے یا نہین. حضرت نے فرمایا قبول ہے اور تو دنیا و آخرت مین حر
و آزاد ہے. اسکے بعد عمر بن سعد نے ایک تیر حضرت کی جماعت کے جانب چلا کر
کہا اے لوگو تم گواہ رہو کہ مین پہلا شخص ہون جس نے لشکر حسین کی جانب تیر چلایا ہے
پھر لوگون نے میدان مبارزت مین آکر آتش جنگ و جدال مشتعل کی. حضرت کے اصحاب
سے ایک ایک شخص اپنی جان آپ پر نثار اور دشمنون کے چند اشخاص کو مار کر شہید
ہوتا تھا الغرض جب یاران باوفا اور حامیان آل مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم سے
کوئی باقی نہ رہا تو اہل مصطفوی سے ایک ایک شخص دشمنون کے مقابلہ مین جاتا تھا پہلے
شخص اہلبیت سے جو مقابلہ کو نکلے وہ علی اکبر تھے ادنکو مرہ بن منقذ نے نیزہ سے

مار جس سے وہ زمین پر گرے۔ پھر دوسرے بیدینون نے ان کو تلوار سے مار کر
پرزے پرزے کر دیا۔ الغرض جب اہلبیت بھی تمام شہید ہو چکے صرف امام ہمام
باقی رہگئے بہت دیر تک حضرت تنہا تھے کوئی بے دین حضرت کا قصد نہ کیا اور حضرت
کے قتل کو مکروہ جانا آخر ایک ملعون بے دین نے جو بنی بدا کی قوم والا مالک بن بشیر
نامی امام ہمام کے سر مبارک پر ایک تلوار مار کر حضرت کے طاقیہ کو کاٹا جس سے ایک جراحت
سر مبارک پر لگ کر طاقیہ خون آلود ہوا پھر حضرت نے طاقیہ کو نکالکر پگڑی باندہی اور خیمہ کے
دروازہ کے نزدیک بیٹھکر اپنے فرزند جگر بند صغیر السن کو جن کا نام عبداللہ تھا
اپنی مبارک گود میں لیکر بوسہ دیتے تھے اور وداع کرتے تھے اور اپنے اہل و عیال
کو وصیت فرماتے تھے۔ اس عرصہ مین موقد النار نامی ملعون نے تیر چلایا وہ عبداللہ
کے گلے کو لگی سو عبداللہ شہید ہوئے۔ حضرت حسین کو بسبب شدت تشنگی کے ضعف
ہوا تو فرات کے جانب قصد فرمایا تھا تا کہ پانی پیئین۔ شمر لعین نے بے دینون کو کہا حسین کو
پانی پینے مت دو کیونکہ اس وقت وہ گویا مردہ ہین اگر پانی پیئین تو زندہ ہو جائینگے۔
امام ہمام فرات کے کنارے پہونچکر پانی مین ہاتھ ڈالے تو حصین بن تمیم ملعون نے
ایک تیر حضرت پر چلایا وہ حضرت کو لگا حضرت نے تیر کو منھ سے نکالا تو خون کا فوارہ
جاری ہوا اس اثنا مین شمر لعین کے حکم سے سپاہ نے چارون طرف سے حضرت کو
گھیر لیا۔ حضرت نے شیر خشمناک کے مانند اون بے دینون پر حملہ کر کے ایک جماعت کو
جہنم مین داخل کیا بقیہ مثل گوسفندون کے فرار ہو گئے۔ بار دیگر شمر ملعون نے حضرت کے
قتل پر ترغیب و تحریص دی تو پھر سیاہ دلون نے حملہ شروع کیا امام ہمام اُن نابکارون
پر حملہ فرماتے تھے اسی اثنا مین ایک لعین بے دین زرعہ بن شریک نامی نے تلوار سے

ارکر حضرت کے بائین ہاتھ کو کتف مبارک سے جدا کیا حضرت نے اسکو تلوار سے
مارکر داخل جہنم فرمایا۔ اور پھر دشمنون کی جانب متوجہ ہوئے۔ سنان بن عمرو نخعی
لعین نے نیزہ حضرت کے سینۂ مبارک پر مارا اس سے زمین پہ گرے اس لعین
بے دین نے گھوڑے سے اترکر امام ہمام کے سر مبارک کو جدا کرکے خولی بن یزید
لعین کے ہاتھ مین دیا بعض کہتے ہین کہ خود شمر ملعون نے امام ہمام کو شہید کیا۔
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ابو مخنف سے روایت ہے
کہ حضرت کے رخسارۂ مبارک پر نیزہ اور پتھر کے بتیس[۳۲] زخم اور تلوار کے چوبیس مار لگے
تھے۔ کہتے ہین کہ حضرت کی شہادت کے بعد عمر بن سعد کے حکم سے دس سوار
گھوڑون کو حضرت کے بدن مقدس پہ دوڑا کر جسد مبارک کو زمین کے برابر
کیا گیا اور سر مبارک سنان بن انس عمر بن سعد کے نزدیک لے آیا تو اس شقی
نے اسکو خولی بن زیاد اصبحی کے ہمراہ ابن زیاد کے پاس روانہ کیا۔ اس ملعون نے
سر مبارک مین سوراخ ڈالکر نیزہ پر چڑہانے کا حکم دیا۔ کوئی اس کام کے لئے راضی
نہ ہوا مگر طارق بن مبارک نامی بے دین نے یہہ فعل انجام دیا اور کوفہ کے
کوچہ و بازار مین گشت کراکر جامع مسجد کے دروازہ پر نصب کیا۔ اوس کے
بعد ابن زیاد نے سر مبارک کو یزید پلید کے پاس دمشق میں روانہ کیا تو یزید
پلید نے اعیان شہر شام کو جمع کرکے سر مبارک طشت مین رکھا اور اس کے
ہاتھ مین بید تھی جسکو دندان مبارک پہ مار کر چند ابیات پڑہے جسمین اس کام کی
خوشی اور حضرت کی اہانت تھی۔ اسکے بعد سر مبارک کو کیا کیا گیا اسمین اختلاف
ہے۔ محمد بن سعد سے روایت ہے کہ یزید اسکو مدینۂ منورہ مین روانہ کیا تو دہا نکا

والی عمرو بن سعید تھا اس نے بقیع مین فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا
کی قبر کے نزدیک دفن کیا۔ کہتے ہین کہ چالیس دن کے بعد پھر اسکو نکالکر کربلا مین
جسد شریف کے ساتھ دفن کیا گیا۔ بعض کہتے ہین کہ یزید کے خزانہ مین تھا۔ یزید
کے مرنے کے بعد اسکو دمشق مین باب فرادیس مین دفن کیا گیا۔ بعض کہتے ہین کہ
یزید نے اسکو تین روز تک دمشق مین نصب کر کے اپنے سلاح خانہ مین رکھ دیا۔ جب سلیمان بن
عبدالملک خلیفہ ہوا تو سر مبارک کو طلب کر کے دیکھا فقط سفید ہڈی باقی ہے۔
اس کو کفن مین لپیٹ کے خوشبوئی لگائی۔ اور اوسپر نماز پڑھکر مسلمانون کے مقابر
مین دفن کیا جب بنی العباس خلیفے ہوئے تو اسکو قبر سے نکالکر اپنے ساتھ لے گئے
جسد مبارک کو شہید ہوے سو جگہ مین ہی مدفون کئے۔ اور اب جو مشہور ہے سو اسی پر
ہے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کو کسقدر اولاد ہوئی اس مین اختلاف ہے۔ بعض
کہتے ہین تین فرزند ہوئے۔ علی اصغر یعنے زین العابدین آپ کا احوال تیسرے چمن مین
انشاء اللہ تعالے مذکور ہوگا۔ علی اکبر آپ کربلا مین شہید ہوئے اسوقت انکی عمر اٹھارہ
سال کی تھی اونکی والدہ لیلی بنت عروہ بن مسعود ثقفیہ ہے۔ اور جعفر آپ نے اپنے
والد کے حین حیات انتقال کیا۔ انکی والدہ خزاعیہ ہے۔ بعض چار فرزند کہتے ہین
حسین عبداللہ کو زیادہ کیا ہے وہ ایام طفلی شیرخواری مین ظالمون کے تیر سے کربلا مین
شہید ہوئے انکی والدہ رباب بنت امرو القیس ہے۔ بعض چھے فرزند کہتے ہین حسین
زین العابدین کا نام علی اوسط ہے اور علی اصغر علیحدہ فرزند کا نام تھا جو کربلا مین
شہید ہوئے اور چھٹوین فرزند کا نام محمد تھا۔ ان دونون کی والدہ ام اسحق بنت
طلحہ بن عبید اللہ ہے۔ بعض کہتے ہین سات فرزند ہوئے۔ ساتوین فرزند عمر تھے۔

دو لڑکیاں تھیں سکینہ اور فاطمہ۔ بعض کہتے ہیں تین تھیں۔ تیسری کا نام زینب۔ سکینہ
ان کا نام امیہ بقولے امینہ ہے۔ ان کی والدہ رباب بنت امراء القیس ہے۔ بی بی
سکینہ پہلے مصعب بن زبیر کے نکاح میں تھیں۔ ان کے قتل کے بعد عبداللہ بن عثمان
بن عبداللہ بن حکیم کے نکاح میں آئیں۔ ان سے ایک فرزند قرین نامی متولد ہوا۔
اسکے بعد اصبغ بن عبدالعزیز نے نکاح کر کے پیش از خلوت مفارقت کی۔ پھر عمر بن
حضرت عثمان بن عفان کے نکاح میں آئیں۔ سلیمان بن عبدالملک کے حکم سے انہوں نے
طلاق دیدی۔ اس ترتیب میں بعضوں نے اختلاف بھی کیا ہے۔ آپ کی وفات ۱۱۷ھ ہجری
میں ہوئی۔ فاطمہ کی والدہ ام اسحٰق بنت حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ بی بی فاطمہ پہلے نکاح میں
حسن مثنیٰ بن امام حسن رضی اللہ عنہما کی تھیں۔ ان کی وفات کے بعد عبداللہ بن عمرو
بن حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما کے نکاح میں آئیں۔ آپ کی وفات
۱۱۰ھ ہجری میں ہوئی۔

تیسرا چمن حضرت امام زین العابدین علی بن الحسین رضی اللہ عنہما کے احوال میں

علی بن الحسین انکی کنیت ابو الحسن اور ابو الحسین اور ابو محمد لقب زین العابدین اور
سجاد ہے۔ حضرت کا نام بعض نے علی اوسط لکھا ہے اور بعض علی اصغر اور اس کا سبب
یوں کہا کہ آپ کا تولد حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حین حیات میں ہوا تھا اس لئے
علی اصغر کہنے لگے۔ حضرت کی والدہ کا نام شہربانو بنت یزدجرد بن شہریار بن شیرویہ
بن خسرو بن پرویز بن نوشیروان کسریٰ ہے۔ حضرت کی ولادت شریف مدینہ منورہ
میں جمعہ یا پنجشنبہ کے روز نویں بقولے پانچویں شعبان ۳۸ھ ہجری کو ہوا

خلافت حضرت امیرالمومنین علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ ہوی. اپنے والد کے ہمراہ کربلا مین حاضر تھے اسوقت انکی عمر شریف بتیس سال تھی یا تینتیس سال کی تھی لیکن بیماری کے سبب سے بہت ضعیف تھے اور جنگ کی طاقت نہ رکھتے تھے اس لئے جنگ مین شریک نہ ہوئے باین شمر لعین نے آپکے قتل کا ارادہ کیا تو عمر بن سعد نے اسکو اس ارادہ سے باز رکھا. اسکے بعد ابن زیاد قتل کرنا چاہا. اسیطرح بعض اشقیا یزید کو بھی حضرت کے قتل کی ترغیب دیتے تھے لیکن ارادۂ الٰہی ازل مین حضرت کے باقی رہنے پر جلوہ گر ہو چکا تھا اس لئے اس تہلکہ سے نجات پائی. آپکے زہد و ورع کا حال مشہور انام ہے. زین العابدین جو لقب ہوا کثرت عبادت کے سبب سے ہوا کہتے ہین کہ جب آپ وضو کرتے تو رنگ زرد ہو جاتا اور نماز کو کھڑے ہوتے تو بدن مین لرزہ ہوتا تھا لوگ سبب پوچھتے تو فرماتے کہ مین کسکے سامنے کھڑے رہتا ہون اور کس سے مناجات کرتا ہون. ایک روز نماز مین تھے کہ گھر کو آتش لگی تو حضرت کی نماز مین کچھ فتور نہ آیا نماز سے جب فارغ ہوئے تو لوگون نے کہا کہ آپ کو کیا تھا جو باہر نہ آئے حضرت نے فرمایا مجھکو آخرت کی آتش نے اس سے بے خبر کر دیا اور حضرت جب حج مین مشغول ہوئے تو بدن پر لرزہ ہوا اور فرمائے مین ڈرتا ہون کہ لَبَّیْکَ اللّٰهُمَّ لَبَّیْکَ کہون اور مجھکو لَا لَبَّیْکَ کہین لوگون نے کہا تلبیہ کہنا ضرور ہے تو آپنے لاچار ہوکر تلبیہ فرمایا اور بیہوش ہوکر سواری سے گر پڑے. ہر روز رات دن مین ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے اور صدقہ بہت دیتے تھے یہان تک کہ مدینۂ منورہ کے ایکسو گھر والون کی خبر گیری کرتے تھے اور حضرت کی وفات تک کسی کو اسکی اطلاع نہ تھی مسکین کو جب صدقہ دیتے تو اول اسکے ہاتھ کو بوسہ دیتے اسکے بعد

صدقہ اسکے ہاتھ مین رکھہ دیتے ایک روز محمد بن اسامہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کو تشریف
لے گئے ابن اسامہ نے رونا شروع فرمایا تو حضرت نے اُن سے رونے کا سبب دریافت
فرمایا انہون نے کہا کہ میرے ذمہ پندرہ ہزار دینار قرض ہے پھر حضرت اسکے کفیل ہوئے
ایک روز حضرت مسجد کو تشریف لیجارہے تھے کسی نے حضرت کو گالیان دین لوگون نے
اسکو سبقت کرکے پکڑ لیا تاکہ اسکو سیاست کرین حضرت نے فرمایا اسکو چھوڑ دو اور
آپ اسکے جانب متوجہ ہوکر فرمایا کہ میرے عیوب جو پوشیدہ ہین اس سے زائد ہین اگر
تجھہ کو کچھ حاجت ہو تو بیان کر تاکہ اعانت کرون وہ شرمندہ ہوا۔ پھر حضرت نے اپنا
پیرہن نکالکر اوسکو عنایت فرمایا اور ہزار دینار دینے کا حکم دیا اوسکے بعد پھر جب
کبھی وہ شخص حضرت کو دیکھتا تو کہتا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ آپ انبیا کی اولاد
سے ہین۔ اور ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت کو گالیان دین حضرت نے تغافل
کیا گویا آپ کو کچھ نہین کہا ہے۔ پھر اس نے کہا کہ مین آپ کو کہتا ہون تو حضرت نے
فرمایا کہ مین بھی تجھہ سے تغافل کرتا ہون اگر کوئی شخص حضرت کو کچھ بد بولتا تو فرماتے
اے پروردگار اگر وہ راست کہتا ہے تو مجکو بخش اگر جھوٹھہ کہتا ہے تو اسکو بخش۔
حضرت کا انتقال محرم کی دوسری یا اٹھوین کو ۹۴ھ یا ۹۵ھ مین مدینہ منورہ مین
ہوا اور بقیع مین امام حسن رضی اللہ عنہ کی قبر شریف مین دفن کئے گئے۔ کہتے ہین کہ
حضرت کو ولید بن عبدالملک نے زہر دیا اسوقت حضرت کی عمر شریف اٹھاون سال
بقولے ستاون سال کی تھی۔ آپکو گیارہ فرزند اور نو دختر ہوئے۔ ابو جعفر محمد باقر
زید عبداللہ عمر الاشرف حسین اصغر علی۔ ان چھے صاحبون کو اولاد ہوئی حسن اکبر
حسین اکبر۔ قاسم سلیمان۔ عبدالرحمن۔ خدیجہ۔ فاطمہ۔ علیہ۔ ام کلثوم ؎

چوتھا چمن حضرت امام محمد باقر بن امام زین العابدین رضی اللہ عنہما کے احوال میں

محمد اور ابو جعفر اور لقب باقر بن امام زین العابدین۔ انکی ماں ام عبداللہ بنت الحسن بن علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم آپ کی ولادت باسعادت مدینہ منورہ مین جمعہ کے روز تیسری صفر ۵۶ھ یا ۵۷ھ ہجری کو ہوی۔ امام حسین کی شہادت کے وقت تین سال کے تھے۔ آپ کے علم و فضل اور بزرگی و جلالت پر اتفاق خواص و عوام ہے۔ آپ کو باقر کرکے لقب ہونیکا سبب یہہ ہے کہ بقر کا معنی لغت مین چیرنا اور شگاف کرنا کرکے آیا ہے تو گویا آپ علم کو چیرکے اسکی اصل کو پہونچے اور اسکی ماہیت کو پہچانے اور بقر کی معنی وسعت اور کشادگی بھی ہے آپ کا علم نہایت وسعت اور غایت فراخ مین رہنے سے اس صفت سے موصوف ہوئے۔ حدیث کی سماعت اپنے والد اور جابر اور انس رضی اللہ عنہم اور تابعین کی ایک جماعت سے فرمائی ہے کہتے ہین کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر کو اس کی بشارت دی تھی کہ اپنی اولاد سے ایک شخص تم سے علم حاصل کریگا۔ اس سے مراد امام باقر رضی اللہ عنہ ہین۔ روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ انہون نے امام محمد باقر کو ان کی طفلی مین کہا تم کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام فرمایا ہے۔ پھر جابر رضی اللہ عنہ سے لوگون نے اسکی وجہ دریافت کی تو کہا کہ مین حضور نبوی مین حاضر تھا اور امام حسین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کنار مبارک مین بیٹھ کر کھیلتے تھے اور مجھہ کو آنحضرت نے فرمایا کہ اے جابر اسکو ایک لڑکا پیدا ہوگا اس کا نام علی روز قیامت مین منادی پکاریگا سید العابدین کھڑے رہو تو حسین کا لڑکا

کھڑا ہوگا. پھر اس کو بیٹے علی کو ایک لڑکا پیدا ہوگا اس کا نام محمد ہے. اے جابر اگر تم اسکو پاؤ تو میرا اسلام کہنا. آپ کی وفات موضع حمیمہ مین تیرہوین یا چودہوین صفر ۱۱۴ھ ہجری کو بقولے ربیع الآخر ۱۱۳ھ یا ۱۱۵ھ یا ۱۱۶ھ یا ۱۱۷ھ مین ہوئی. پھر مدینہ منورہ مین نقل کر کے بقیع مین امام حسن اور امام زین العابدین مدفون ہوے سو قبر مین دفن کئے. کہتے ہین کہ آپ کو ابراہیم بن ولید نے زہر پلایا. اس وقت آپ کی عمر شریف اٹھاون سال بقولے تریسٹھ یا تہتر سال تھی اور آپ کو سات فرزند بقولے چھ فرزند اور تین لڑکیان ہوئین. امام جعفر صادق. عبداللہ ان دونون کی والدہ ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہم ابراہیم. عبیداللہ. ان دونون کی والدہ ام حکیم بنت اسد بن مغیرہ اور ان دونون صاحبون کا انتقال ان کے والد کے حین حیات مین ہوا. زید. علی. زینب صغریٰ. ام سلمہ.

پانچوان چمن حضرت امام جعفر صادق بن امام محمد باقر رضی اللہ عنہما کے احوال مین

جعفر آپ کی کنیت ابوعبداللہ یا ابو اسمٰعیل اور لقب صادق بن امام محمد باقر. آپ کی والدہ فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہم. آپ کی ولادت شریف مدینہ منورہ مین سہ شنبہ کے روز آٹھوین رمضان کو پیش از صبح صادق کے بقولے سترہوین ربیع الاول کو بروز دوشنبہ ۸۳ھ ہجرے بقولے ۸۰ھ مین ہوی. آپ کی بزرگی وجلالت اور علم وفضل پر تمام کا اتفاق ہے. اکابر علماء کی ایک جماعت مثل یحییٰ بن سعید اور ابن جریج اور امام ابوحنیفہ

اور امام مالک. اور سفیان ثوری اور شعبہ اور ایوب سجستانی وغیرہم نے آپ
سے علوم حاصل کیا ہے. منقول ہے کہ منصور خلیفہ جب حج کو آیا تو کسی نے اسکے روبرو
حضرت کی بدگوئی اور غمازی کی پھر خلیفہ کی مجلس مین حضرت کے ساتھہ اسکو بھی شہادت
کے لئے حاضر کیا گیا اور حضرت نے اسکو اللہ تعالی کی قسم کھانے فرمایا تو اس نے
قسم کھائی پھر حضرت نے خلیفہ منصور سے فرمایا کہ مین جن الفاظ کی تلقین کرون اسکے
مطابق قسم کھانا چاہئے. خلیفہ کے حکم سے آپ نے یہہ الفاظ اس شخص سے کہنے کے
لئے ارشاد فرمایا بَرِئْتُ مِنْ حَوْلِ اللّٰهِ وَقُوَّتِهٖ وَالْتَجَأْتُ اِلٰی
حَوْلِيْ وَقُوَّتِيْ لَقَدْ فَعَلَ جَعْفَرُ كَذَا وَكَذَا یعنے مین بیزار
ہوا اللہ تعالی کے حول اور قوت سے اور التجا لایا اپنے حول اور قوت کے طرف
ہرآئینہ جعفر نے ایسا ایسا کیا. پہلے تو اس شخص نے ان الفاظ کے کہنے سے انکار
کیا اسکے بعد پھر کہا ہنوز قسم تمام نہ کیا تھا کہ وہین مرگیا. ان واقعات پر خلیفہ
نے حضرت سے کہا کہ آپ پر کچہ اندیشہ نہین آپ بدی سے بُری اور پاک ہین پھر
حضرت وہان سے سدہارے تو خلیفہ کا معتمد ربیع خلیفہ کے جانب سے لباس فاخرہ
اور جایزہ حسنہ لے آیا. روایت ہے ابن وہب سے کہ لیث بن سعد نے کہا کہ
مین ۱۱۳ ہجری مین حج کو گیا اور عصر کی نماز سے فارغ ہو کر ابو قبیس پہاڑ پر چڑہا
وہان مین نے دیکھا کہ ایک شخص بیٹھکر دعا مانگتے ہین اور کہتے ہین یَا رَبِّ
یَا رَبِّ یہان تک کہ ان کا دم ٹوٹا اسکے بعد یَا حَیُّ یَا حَیُّ دم
ٹوٹنے تک کہے اسکے بعد کہے الٰہی مین انگور کی خواہش رکھتا ہون مجھکو کھلا.
یا اللہ میرے دونون کپڑے پرانے ہوگئے ہین مجھکو کپڑے پہنا نیت

کہتے ہین ہنوز ان کا کلام تمام نہ ہوا تھا مین نے دیکھا کہ ایک خوان انگور سے
بھرا ہوا ہے اور وہ موسم انگور کا نہ تھا اور دو کپڑے رکھے ہوئے ہین دنیا مین ان
کپڑون کے مانند مین نے نہین دیکھے۔ پھر انہون نے کھانے کا ارادہ فرمایا تو مین نے
عرض کیا کہ مین بھی آپ کا شریک ہون ارشاد ہوا کس لئے۔ مین نے عرض کیا۔ آپ
دعا کہتے وقت مین آمین کہتا تھا تو حضرت نے مجھہ کو آگے آنے اور تناول کرنے
کے لئے فرمایا پس مین نے انگور تناول کیا اس انگور مین جو عمدہ ذائقہ اور لذت
تھی اس قسم کے انگور کبھی میرے کھانے مین نہ آئے تھے اور اس انگور مین
تخم نہ تھے پھر ہم کھاکر سیر ہوئے اور خوان اسی طرح بھرا ہوا تھا پھر حضرت
نے فرمایا اس سے کچھ ذخیرہ کرکے یا چھپاکے مت رکھ۔ ان کپڑون سے ایک
آپنے لیا اور دوسرا مجھہ کو عنایت فرمایا۔ مین نے عرض کیا کہ مجھہ کو اسکی احتیاج
نہین ہے۔ پھر آپ نے ایک کی لنگ باندہی اور دوسرے کو چادر بنایا۔ اور
اپنے دونون پرانے کپڑے لیکر پہاڑ سے نیچے اترے اور سعی کرنے کی جگہہ مین کوئی
محتاج آپ سے ملاقی ہوکر کہا یا ابن رسول اللہ تم کو خدا تعالے نے جو پہنایا ہے
اسمین سے مجھہ کو پہناؤ مین برہنہ ہون پھر اس شخص کو وہ دونون کپڑے دیڈالے
اسکے بعد مین نے اس سے دریافت کیا کہ یہ بزرگ کون ہین تو اس نے کہا کہ
یہ بزرگ جعفر صادق ہین پھر اس کے بعد مین آپ کی تلاش کی تاکہ آپ سے کچھہ
کلام سماعت کرون تو نہ پایا۔ حضرت کی وفات مدینہ منورہ مین دوشنبہ کے روز ۱۵
شوال کو بقولے رجب ۱۴۸ ہجری کو ہوئی بقیع مین اپنے والد کی قبر مین دفن کئے
گئے۔ منقول ہے کہ آپ کو زہر پلاکے شہید کیا گیا۔ اس وقت عمر شریف ۶۸ سال کی

اور آپ کو چھ فرزند اور ایک لڑکی پیدا ہوئے موسیٰ کاظم۔ اسمٰعیل علی۔ محمد الامون۔ اسحاق۔ عبد اللہ۔ فروہ۔ بعض نے سات لڑکے کہہ کر قاسم کو زیادہ کیا ہے۔ اہل نسب کا اتفاق ہے کہ حضرت کو ان حضرات مذکورین کے علاوہ ناصر نامی فرزند نہین ہوا۔

چھٹوان چمن حضرت امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما کے احوال مین

آپ کا نام موسیٰ اور کنیت ابو ابراہیم بقولے ابوالحسن اور لقب کاظم۔ والد ماجد امام جعفر صادق اور والدہ کا نام حمیدہ۔ آپ کی ولادت سہ شنبہ کے روز پیش از طلوع فجر کے ۱۲۹ھ ہجری مین ہوئی۔ آپ کا زہد و ورع اور علم و فضل مشہور ہے۔ آپ کی صلاح و عبادت کے سبب سے آپ کو لوگ عبد صالح پکارتے تھے اور حلم و بردباری کے باعث کاظم کہتے تھے جب آپکو معلوم ہوتا کہ فلان شخص آپ کی ایذا کے درپے ہے تو اسکے نزدیک ہزار بھیجدیتے۔ مروی ہے کہ آپ بارہ سال تک روزانہ آفتاب کے بعد طلوع سفید ہونیکے وقت سے زوال تک سجدہ مین رہتے تھے۔

روایت ہے شفیق بلخی سے کہ مین حج کے واسطے ۱۴۹ھ ہجری مین نکلا اور قادسیہ مین حضرت کو تنہا دیکھ کر اپنے دل مین کہا یہ جوان صوفیہ سے ہے آدمیون کا وبال چاہتا ہے مین اسکے نزدیک جاکر اسکو سرزنش کرونگا۔ پھر ان کے نزدیک گیا تو مجھ سے فرمانے لگے یا شقیق اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ الایہ پھر شقیق نے ان سے حیلہ اور عذر خواہی کرنا چاہا تو شقیق کے نظر سے غائب ہوگئے۔ پھر وہان نظر نہ آئے پھر واقصہ کی منزل مین آپ کے

دیکھا نماز پڑھتے تھے اور آپ کے اعضاء مضطرب تھے اور آنکھون سے اشک جاری تھے نماز جلد پڑھکے فرمانے لگے اِنِّي غَفَّارٌ لِمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى پھر زبالہ کی منزل کو پہونچا وہان کنوئین پر دیکھا آپ کی ڈولچی اسمین پڑ گئی ہے دعا کئے پانی بلند ہوا اور آپ نے ڈولچی لیکر وضو کی اور چار رکعت نماز پڑھکر ریتی کی تودہ کیجانب تشریف لیگئے اور تہوڑی ریت ڈولچی مین ڈالکر نوش کیا مین نے کہا کہ آپ کو خدانے جو رزق دیا ہے اس سے مجھکو بھی کھلاؤ تو آپنے فرمایا اے شفیق ہم کو خدا تعالے ظاہر و باطن مین نعمت دیتا ہے تو اپنے رب کے ساتھ نیک گمان رکھ اسکے بعد وہ ڈولچی مجھکو مرحمت فرمائی اسمین ستو اور شکر تھی مین نے نوش کیا خدا کی قسم اس سے لذیذ اور خوشبودار مین کبھی نہ پیا تھا اور مین سیر ہوا چند روز تک مجھکو بھوک اور پیاس نہ لگی۔ اسکے بعد پھر آپ کو مکہ معظمہ مین دیکھا کہ آپ کے ساتھ غلام اور خادم تھے۔ حضرت مدینہ منورہ مین سکونت رکھتے تھے پس محمد مہدی بن ابی جعفر منصور نے جو خلفاء عباسیہ سے تھا آپ کو بغداد مین لاکر قید کیا اسکے بعد خواب مین حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا او سکو فرماتے ہین یَا مُحَمَّدُ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ پھر مہدی نے ڈرکر حضرت کو قید سے چھوڑ دیا۔ اور تین ہزار دینار نذر دیکر آپ کو آپ کے اہل و عیال کے پاس روانہ کیا۔ اسکے بعد جب ہارون رشید خلیفہ ہوا تو حضرت کو بغداد مین لاکر قید کیا۔ پھر امام حسین رضی اللہ عنہ کو خواب مین دیکھا کہ ہاتھ مین خنجر ہے اسکے نزدیک آکر فرماتے ہین کہ موسیٰ بن جعفر کو چھوڑ نہین تو اسی

خنجر سے تجھ کو ذبح کرونگا۔ ہارون رشید اس خواب سے گھبرا کر حضرت کو رہا کیا اور تیس ۳۰ ہزار درم نذر گزرانا۔ اسکے بعد ہارون رشید جب حج کو آیا تو بعض لوگون نے اسکے روبرو حضرت کی شکایت کی کہ آپکو ہر طرف سے نذر و نیازات آتے ہین۔ چنانچہ آپ نے تیس ہزار دینار کی ایک زمین خریدی ہے غرض اس واقعہ پر آپ کو قید کیا اور اسی قید مین حضرت کی وفات ہوئی۔ کہتے ہین کہ سندی بن شاہک نے ہارون رشید کے حکم سے حضرت کے کھانے مین زہر ملایا۔ تین روز بیمار رہکر وفات پائی اور وفات ۵۔ رجب ۱۸۳ھ ہجری جمعہ کو ہوی۔ بغداد کے غربی جانب باب تبن مین ایک مقبرہ جو مقابر قریش کے نام سے مشہور ہے اس مین دفن کیے گئے اب اس موضع کا نام کاظمین مشہور ہے۔ جہان آپکا مدفن مبارک ہے۔ آپ کی عمر شریف چوپن سال بقولے پینسٹھ ۶۵ سال تھی۔ حضرت کی اولاد بشمول صاحبزادگان و دختران ۳۷ تھی۔ بقولے ساٹھ تھے۔ تیئیس ۲۳ فرزند اور سینتیس ۳۷ دختر جن کے اسماء گرامی یہ ہین۔ امام علی رضا۔ احمد۔ محمد۔ ابراہیم اکبر۔ عباس۔ قاسم۔ اسمٰعیل۔ جعفر۔ ہارون۔ حسین۔ عبداللہ۔ اسحٰق۔ عبیداللہ۔ زید۔ حسن کبیر۔ حسن صغیر۔ فضل۔ سلیمان۔ عقیل۔ قاسم۔ یحییٰ۔ داؤد۔ ابراہیم اصغر۔ علی۔ حمزہ۔ فاطمہ کبریٰ۔ ان کی قبر قم مین ہے۔ رقیہ۔ حلیمہ۔ ام اسماء رقیہ صغریٰ۔ ام کلثوم۔ ام جعفر۔ ام لبابہ۔ زینب۔ خدیجہ۔ عائشہ۔ آمنہ ان کی قبر مصر مین ہے۔ حسنہ۔ بریدہ۔ علیہ۔ میمونہ۔ ام کلثوم صغریٰ۔

ساتوان چمن حضرت امام علی رضا بن امام موسی الکاظم رضی اللہ عنہما کے احوال مین

علی آپ کی کنیت ابو الحسن اور لقب رضا بن موسی کاظم. آپ کی والدہ کا نام ام النبین بقولے اروی یا نکتم تھا. آپ کی ولادت مدینہ منورہ مین پنجشنبہ کے روز گیارہوین ربیع الاول کو بقولے چھٹوین یا ساتوین یا آٹھوین شوال کو ۱۵۳ھ یا ۱۵۱ھ مین ہوئی. آپکے احوال فاخرہ و افعال خارقہ اور مقامات سنیہ و اشارات علیہ پر سب کا اتفاق ہے. مروی ہے کہ آپ کی والدہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھین کہ جب مین اپنے فرزند علی سے حاملہ ہوی تو ہرگز اپنے مین حمل کی گرانی نہ پائی اور خواب مین سنتی تھی کہ میرے شکم سے آواز تسبیح و تہلیل اور تحمید کی آتی ہے اس سے مجھ کو گھبراہٹ ہوتی تھی. جب بیدار ہوتی تو کچھ نہ سنتی. جب آپ پیدا ہوئے تو اپنے ہاتھ کو زمین پر رکھ کر سر کو آسمان کے جانب اٹھائے ہوئے تھے اور لبون پر حرکت تھی گویا کچھ کہتے ہین. روایت ہے ابی حبیب سے کہ حجاج ہمارے شہر مین جس جگہہ اترتے ہین وہان مین نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا اور سلام کیا. حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ایک طبق مدینہ منورہ کے خرمے کے پتون سے بنا ہوا تھا اسمین صیحانی خرما تھا اس سے مجھ کو اٹھارہ دانے مرحمت فرمائے. مین نے اسکی تاویل کی کہ ان دانون کے موافق مین زندہ رہونگا جب بیس روز گذرے تو ابو الحسن علی الرضا مدینہ منورہ سے وہان تشریف لائے اسی مسجد مین اترے لوگون نے سلام کے واسطے جلدی کی اور مین بھی وہان حاضر ہوا تو دیکھا کہ خواب مین حضرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس جگہ تشریف رکھتے تھے اسی جگہ آپ بیٹھے ہین۔ اور آپ کے روبرو اسی قسم کا ایک طبق مدینہ منورہ کے خرمے کے پتون سے بنا ہوا ہے اور اسمین صیحانی خرما ہے مین نے سلام کیا تو مجہ کو اس خرمے سے ایک مٹھی بھر خرما عنایت کئے مین ان کا شمار کیا تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجہ کو جس قدر دانے عنایت فرمائے تھے اسی قدر ہین مین نے اور کچھ زاید مرحمت ہونیکے لئے عرض کیا تو ارشاد ہوا کہ اگر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ کرتے تو ہم بھی زیادہ کرتے۔ مروی ہے کہ حضرت نے کسی شخص کو فرمایا کہ اے اللہ کے بندے اللہ تعلےٰ کا جو ارادہ ہے اسپر راضی ہو اور وہ چیز جو ضروری ہے اسیکے لئے مستعد رہ۔ پھر اس شخص نے تین روز کے بعد انتقال کیا۔ مامون خلیفہ نے خلافت کو حضرت کے تفویض کرنا چاہا۔ اور حضرت کو طلب کرکے عرض کیا مگر آپ نے قبول نہ فرمایا۔ مامون ہرچند الحاح کرتا تھا حضرت راضی نہ ہوتے تھے۔ آخر مامون نے کہا اگر آپ خلافت نہین قبول کرتے ہین تو میرے بعد میری ولیعہدی قبول فرمائیے۔ حضرت نے فرمایا کہ مجھ سے میرے والد نے حدیث بیان فرمائی اور وہ اپنے آبا سے روایت کرتے ہین اور انہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ مین پیش از تمہارے (مامون کے) مظلوم انتقال کرونگا اور مجھ پر زمین و آسمان کے فرشتے رووینگے۔ اور مین زمین غریب پر مدفون ہونگا۔ القصہ مامون خلیفہ بہت جد وکد کرنے سے حضرت نے لاچار ہوکے گریان اور غمگین اس شرط پر ولیعہدی قبول فرمائی کہ کسی کو خلیفہ بطور خود معزول اور والی نہ کرے اور جسمین مسلمانون کی

صلاح ہے اس مین وخل نہ دیوے. مامون ان شرائط پر راضی ہوکر حضرت کو
اپنا ولیعہد بنایا خاص و عام کی بیعت اسپر لی اور شہرون مین مشہور کیا اور لوگ جو
سیاہ لباس (بنی عباس کا درباری لباس) پہنا کرتے تھے اسکو ترک کرکے سبز لباس
پہننے کا حکم دیا اور حضرت کا نام رضا کرکے رکھا اور دراہم و دنانیر (سکہ) پر
حضرت کا نام لکھایا اور اپنی لڑکی ام حبیب کو حضرت سے نکاح کر دیا. یہ واقعہ سنہ ۲۰۱ھ
مین ہوا اسکے ایک دو سال کے بعد جمعہ کے روز ۲۱ رمضان بقولے ۵ ذیحجہ بقولے
آخر صفر سنہ ۲۰۳ھ بقولے سنہ ۲۰۲ھ شہر طوس مین سنایا باد نامی قریہ مین آپ کی وفات
ہوئی خلیفہ ہارون رشید کے قبہ مین دفن کئے گئے. منقول ہے کہ حضرت کو انگور
کھانے کے سبب سے ہیضہ ہوکر اس عارضہ سے انتقال پائے. بعض کہتے ہین
کہ انگور مین زہر ڈالا گیا تھا. مامون خلیفہ اس وقت زندہ تھا اسکو حضرت کی
وفات سے بہت غم ہوا. حضرت کی عمر شریف انچاس سال اور چھ ماہ کی تھی.
حضرت کو پانچ فرزند اور ایک دختر تھی. امام محمد جواد. محمد قانع. جعفر. ابراہیم
حسین. عائشہ.

آٹھوان چمن حضرت امام محمد جواد بن امام علی رضا رضی اللہ عنہما کے احوال مین

محمد آپ کی کنیت ابو جعفر اور لقب جواد اور تقی بن علی رضا. والدہ کا نام سکینہ.
ولادت باسعادت مدینہ منورہ مین ۵ رمضان سنہ ۱۹۵ ہجری شنبہ کو ہوئی
آپکے کرامات ظاہرہ اور احوال فاخرہ پر سب کا اتفاق ہے. منقول ہے کہ آپکے
والد کی وفات کے ایک سال بعد آپ بغداد کے راستہ پر کھڑے تھے اور دوسرے

لڑکے کھیل رہے تھے یکایک مامون خلیفہ کا وہان سے گزر ہوا خلیفہ کو دیکھ کر تمام
لڑکے فرار ہو گئے مگر حضرت وہین کھڑے رہے اس وقت عمر شریف نو سال کی تھی
خداوند عالم نے مامون خلیفہ کے دل مین حضرت کی محبت ڈالی۔ پوچھا کہ اے لڑکے تم
کس وجہ سے نہین گئے۔ حضرت نے فرمایا یا امیرالمومنین راہ کچھ تنگ نہ تھی جو تمہارے
لئے کشادہ کرون اور نہ مجھ پر کوئی جرم ہے جو تم سے خوف کرون اور تم سے
اس بات کا نیک گمان ہے کہ تم بے گناہ کو ضرر نہ پہونچاؤگے۔ مامون خلیفہ کو حضرت
کا کلام اور حسن صورت بہت پسند آئی۔ آپکا اور آپ کے والد کا نام پوچھا تو آپنے
فرمایا محمد بن علی الرضا۔ پھر مامون خلیفہ نے آپکے والد کیلئے رحم اللہ کہا اور اپنے گھوڑے
کو آگے بڑھا کر شہر کے باہر چلا گیا۔ خلیفہ کے ہمراہ بغرض شکار چند باز تھے۔ ایک باز
کو تیتر پکڑنے چھوڑا وہ باز تھوڑی دیر غائب رہکر اپنی چونچ مین ایک زندہ چھوٹی
مچھلی لیے آیا۔ خلیفہ مامون کو تعجب ہوا وہان سے واپس آیا تو دیکھا پھر وہی سب
لڑکے اپنے حال پر ہین اور محمد انکے نزدیک کھڑے ہین۔ خلیفہ کو دیکھتے ہی پھر سب
اطفال بھاگ گئے مگر محمد نہ بھاگے پھر آپ کے نزدیک ہوکر پوچھا کہ میرے ہاتھ مین
کیا ہے۔ آپنے فرمایا اللہ تعالےٰ اپنے دریا سے قدرت مین چھوٹے مچھلیون کو پیدا
کیا جنھین بادشاہون اور خلفاء کے باز شکار کرتے ہین اور اس سے اہلبیت مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ وسلم، امتحان کئے جاتے ہین۔ یہ سنکر مامون نے کہا کہ تم بیشک ابن الرضا
ہین۔ پھر انکو اپنے ہمراہ لیگیا اور انکی بہت تعظیم و تکریم کی باوجود صغرسنی کے ان کا
علم و فضل اور عقل و دانائی خلیفہ مامون کے پاس روز بروز ثابت ہوتی گئی اور اپنی
لڑکی ام الفضل کو آپکے نکاح مین دینے کا ارادہ کیا بنی العباس ناخوش ہوئے کیونکہ

انکو خوف ہوا کہ مامون خلیفہ حضرت کے والد کو جیسا ولیعہد کیا تھا ان کو بھی کریگا۔
مامون نے کہا میرے انکو انتخاب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ باوجود صغر سنی کے
اہل فضل پر علم و فضل مین ممتاز ہین بنی العباس نے خلیفہ مامون کے قول کو باور نہ کیا آخر سب
اس بات پر متفق ہوئے کہ کوئی اہل علم ان سے امتحان لے پس یحیٰی بن اکثم کو مال و
متاع دیکر راضی کئے کہ حضرت کو کچھہ الزام دین اور پھر خلیفہ کی مجلس مین
حاضر ہوئے اور وہان اکابر دولت بھی جمع تھے۔ غرض خلیفہ نے حضرت کے بیٹھنے کے
لئے عمدہ فرش بچھانے کا حکم دیا پھر یحیٰی نے حضرت سے چند مسائل کا امتحان لیا۔
تو حضرت اسکے خوب اور واضح جواب دئے جسکو سنکر مامون بہت خوش ہوکے کہا اے
ابو جعفر تم نے بہت خوب جواب دئے اگر آپ بھی یحیٰی سے کوئی سوال کرین تو بہتر ہے۔
پھر حضرت نے یحیٰی سے فرمایا کہ تم اس شخص کے حق مین کیا کہتے ہو جس نے ایک عورت کو بوقت
صبح نظر کیا تو اسپر حرام تھی پھر جب آفتاب بلند ہوا تو حلال ہوی جب ظہر کا وقت ہوا
تو حرام ہوئی۔ پھر عصر کے وقت حلال ہوئی جب مغرب ہوئی تو پھر حرام ہوی۔ پھر
عشا کے وقت حلال ہوی جب دو پہر رات ہوئی تو حرام ہوئی۔ پھر صبح کو حلال ہوئی
یحیٰی نے اسکے جواب سے لاعلمی ظاہر کی تو حضرت نے خود فرمایا وہ عورت باندی تھی ایک
اجنبی شخص نے اسکو بوقت صبح شہوت سے نظر کیا تو حرام ہے۔ پھر اسکو آفتاب بلند ہوے
بعد خرید کیا تو حلال ہوئی۔ جب ظہر کا وقت ہوا تو آزاد کیا پھر عصر کو نکاح کیا جب مغرب
ہوی تو اس سے ظہار کیا پھر عشا کو کفارہ دیا جب دوپہر رات ہوی اسکو طلاق
رجعی دی جب صبح ہوی تو اس سے رجعت کیا مامون اس گفتگو کے سننے کے بعد
بنی العباس کو کہا کہ تم انکے علم و فضل کے منکر تھے تم پر اب ظاہر ہو چکا پھر اسی

مجلس مین حضرت سے اپنی لڑکی ام الفضل کا نکاح کردیا اور حضرت اپنی بیوی کو ساتھ لیکر
مدینہ منورہ تشریف لیگئے۔ آپکے بعد ۲۲۰ھ بزمانہ خلافت معتصم باللہ بغداد کو
آئے اسی سال پانچوین ذیحجہ سہ شنبہ کا بقولے ۳۰ ذی قعدہ کو آپ کی وفات
ہوئی مقبرۂ قریش مین امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کے نزدیک مدفون
ہوئے۔ جو بغداد کے قریب ہے۔ کہتے ہین کہ حضرت کو زہر دیا گیا۔ اور وفات
کے وقت عمر شریف ۲۵ سال کی تھی۔ آپ کو تین فرزند اور دو دختر ہوئے۔
امام علی عسکری۔ علی ہادی۔ موسیٰ الرقع۔ فاطمہ۔ امامہ

دسوین امام حضرت علی عسکری بن امام محمد جواد رضی اللہ عنہما کے احوال مین

علی بن محمد جواد۔ آپ کی کنیت ابو الحسن اور لقب زکی ہے اور آپ عسکری یعنے سرمن
رائے مین سکونت رکھتے تھے اسلئے عسکری کے لقب سے مشہور ہوئے۔ حضرت کی والدہ
کا نام سمانہ مغربیہ تھا۔ آپ کی ولادت مدینہ منورہ مین رجب کی تیرہوین سہ شنبہ
کی شب کو بقولے عرفے کے روز ۲۱۳ھ یا ۲۱۴ھ مین ہوئی آپکے علم و فضل اور
بزرگی و جلالت پر سب کا اتفاق ہے۔ مروی ہے کہ متوکل خلیفہ اپنی ابتدائے
زمانہ خلافت مین بیمار ہوا تھا اور اسنے نذر کی کہ جب اس کو صحت ہوگی تو بہت سے
دینار تصدق کریگا پھر جب تندرست ہوا تو حضرت کے پاس کسیکو روانہ کیا اور
کسقدر دینار ادائے نذر کیلئے تصدق کرنیکے متعلق فتوی چاہا تو حضرت نے فرمایا
تراسی دینار تصدق کئے جائین تو نذر ادا ہوگی خلیفہ کے حضور مین جو لوگ تھے انہون نے یہ سنکر
بوجہ تعجب خلیفہ سے کہا حضرت سے دریافت کیا جائے کہ آپ نے ۸۳ دینار

کے تعین کو کس احکام سے اجتہاد کیا غرض خلیفہ کے پاس سے جب یہ پیام آیا تو
حضرت نے فرمایا قرآن شریف میں وارد ہے لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ
فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ الآية سے میں نے اجتہاد کیا ہے
ہم کو ہمارے اہل بیت سے روایت پہونچی ہے کہ وقایع سرایا اور غزوات
میں تراسی موطن ہوئے اور حنین کے روز چوراسی موطن ہوئے اہل مومنین
نیک کام جس قدر زیادہ کرینگے دنیا و آخرت میں اسی قدر فائدہ پاوینگے
حضرت کی وفات سُرّمن رأی میں دوشنبہ کے روز اواخر جمادی الآخرہ ۲۵۴ھ ہجری میں
معتز باللہ کی خلافت میں ہوی. حضرت کے دولت خانہ میں ہی دفن کئے گئے
جو سامرہ (سُرّمن رأی) میں تھا. عمر شریف چالیس سال کی تھی اور آپ کو چار
فرزند اور ایک دختر ہوی. امام حسن عسکری. محمد. جعفر. حسین. عائشہ.

دسوان چمن حضرت امام حسن عسکری بن امام علی عسکری رضی اللہ عنہما کے احوال میں

حسن بن علی عسکری آپ کی کنیت ابو محمد اور لقب خالص اور عسکری اور آپکی والدہ کا
نام سمانہ یاسوسن تھا. آپ کی ولادت مدینہ منورہ میں بروز پنجشنبہ ساتوین ربیع الاول
یا آٹھوین ربیع الاول یا ربیع الآخر بقولے سولہوین شوال ۲۳۱ھ ہجری یا ۲۳۲ھ میں ہوی
آپکا زہد و ورع اور عبادت و تقویٰ مشہور آفاق ہے اور افعال خارقہ اور انفاس
صادقہ پر سب متفق ہین. منقول ہے کہ ایک روز بہلول رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کی
طفلی میں دیکھا کہ حضرت روتے ہین اور دوسرے لڑکے کھیل رہے ہین بہلول سمجھے
کہ اور لڑکون کے نزدیک کھیل کے چیزین ہونے سے حضرت روتے ہین پس حضرت سے

فرمایا آپ کے لئے کھیل کے چیزیں خرید کر لا دیتا ہوں تو حضرت نے فرمایا اے کم عقل ہم
کھیلنے کے لئے پیدا نہیں ہوئے ہیں۔ بہلول نے کہا پھر ہم کس لئے پیدا ہوئے ہیں تو حضرت
نے فرمایا علم اور عبادت کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔ بہلول نے کہا کہ تم نے یہ سخن کہاں سے
سمجھا تو حضرت نے فرمایا قرآن شریف میں اللہ تعالٰے فرمایا ہے اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا
خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ یعنے کیا تم خیال رکھتے ہو کہ
ہم نے تم کو بنایا کھیلنے کو اور تم ہمارے پاس پھر نہ آؤ گے۔ پھر بہلول نے کچھ پند و
نصائح کہنے کے لئے التجا کی تو حضرت چند ابیات نصیحت آمیز سنا کر بے ہوش گر پڑے
جب افاقہ ہوا تو بہلول نے کہا ہنوز آپ چھوٹے ہیں اور کچھ گناہ نہ کئے پھر بے ہوش
ہونے کا سبب کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا اے بہلول مجھے چھوڑ دو میری والدہ کو دیکھا ہوں
کہ بڑے بڑے لکڑیوں سے آتش سلگاتیں تو نہ سلگتی مگر چھوٹے لکڑیوں سے۔ اور میں
ڈرتا ہوں کہ میں جہنم کی چھوٹی لکڑیوں سے نہ رہوں۔ مروی ہے کہ ایک سال سر من
رائے میں بہت سخت قحط ہوا اور اس وقت کا خلیفہ معتمد بن المتوکل نے حکم دیا کہ
سب لوگ شہر کے باہر جا کر تین روز تک استسقاء کی دعا کریں لوگوں نے بموجب اس کے حکم
دعا کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا اسکے بعد و تان کے نصاری استسقاء کے لئے نکلے اور انکے
ہمراہ ایک راہب بھی تھا اس نے جب اپنے ہاتھ کو آسمان طرف اٹھائے تو مینہ برسا دوسرے
روز بھی ایسا ہی ہوا اس سبب سے بعض جاہلوں کے دل میں شک ہو گیا اور بعض جاہل
مرتد ہو گئے خلیفہ پر یہ امر بہت دشوار ہوا اور حضرت کو طلب کر کے کہا کہ آپ کے جد کی
امت ہلاک ہونے کے قبل ان کی خبر لیجئے۔ حضرت نے فرمایا انشاء اللہ کل صبح کو سب لوگ
استسقاء کے لئے نکلینگے اس وقت میں شک کو دفع کر دونگا پھر خلیفہ سے فرمایا کہ میرے

اصحاب جو قید میں ہیں - ان کو رہا کیجئے بموجب ارشاد کے خلیفہ نے ان کو رہا کیا۔
جب دوسرے روز سب لوگ استسقاد کے لئے نکلے اور راہب بھی نصاریٰ کے
ہمراہ آکے اپنے ہاتھ کو اٹھایا تو آسمان پر ابر آگیا۔ حضرت کے حکم سے اس راہب کا ہاتھ
پکڑ کے دیکھے تو اسکے ہاتھ میں آدمی کی ایک ہڈی ہے پھر اس ہڈی کو اسکے ہاتھ سے
نکالکر اسکو استسقاء کی دعا کرنے حکم دیا اس نے ہاتھ اٹھائے تو وہ ابر جاتا رہا اور
آفتاب برآمد ہوا لوگ اس سے بہت متعجب ہوئے اور خلیفہ نے بھی کہا اے ابا محمد یہ
کیا ہے تو حضرت نے فرمایا یہ کسی نبی کی ہڈی ہے اسکو راہب نے قبر سے نکال لیا ہے۔
جب نبی کی ہڈی کو آسمان کے نیچے لاتے ہیں تو مینہ نازل ہوتا ہے پھر تحقیقات کیگئی
تو حضرت نے جس طرح فرمایا ویسا ہی معلوم ہوا اور لوگوں کا شبہہ جاتا رہا پھر حضرت
اپنے مکان کو تشریف لے گئے اور خلیفہ نے حضرت کی بہت تعظیم و تکریم کی۔ اور
حضرت کی وفات تک آپ سے بہت سلوک و مدارات کرتا رہا۔ حضرت کی وفات
جمعہ کے روز چھٹویں یا آٹھویں ربیع الاول سنہ ۲۶۰ھ ہجری کو معتمد باللہ کے زمانہ خلافت
میں سُرمَن رائے میں ہوی اور اپنے والد کے بازو دفن کئے گئے۔ آپ کی عمر
اٹھائیس ۲۸ یا انتیس ۲۹ سال کی ہوی۔ منقول ہے کہ حضرت کو زہر دیا گیا۔ آپ کو ایک
فرزند امام محمد مہدی ہوئے۔

گیارہویں حضرت امام محمد ابن امام حسن عسکری رضی اللہ عنہما کے احوال میں

محمد بن حسن عسکری آپ کی کنیت ابوالقاسم اور لقب حجۃ اور مہدی حضرت کی ولادت
سُرمَن رائے میں جمعہ کے روز ۱۵ ماہ شعبان سنہ ۲۵۵ھ کو ہوی بقولے ۱۹ ربیع الاول سنہ ۲۵۵ھ

بقولے ۸ شعبان ۲۵۶ھ ہجری کو آپ کے والد ماجد کی وفات کے وقت آپ کا
سن شریف پانچ سال کا تھا آپ کی وفات ۲۶۵ھ ہجری مین ہوئی اہلسنت و
جماعت کا یہی عقیدہ ہے مگر غیر اہل سنت بعض فرقون کا جو عقیدہ ہے کہ مہدی صاحب الزمان
آپ ہی ہین اب زندہ ہین لیکن لوگون کے ڈر سے پوشیدہ ہو گئے ہین آیندہ نکلینگے
یہ انکا جہل اور افترا ہے. اہلسنت کے پاس احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا ہے کہ
امام مہدی صاحب الزمان امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہونگے اور ان کی
ولادت مدینہ منورہ مین ہوگی اور انکے والد کا نام عبداللہ رہیگا. یہان تو
اس طرح سے نہین ہے. آپ امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہین. آپ
کی ولادت سر من رائے مین ہوئی. آپ کے والد کا نام حسن عسکری ہے.

بارہوان چمن حضرت محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی رض کے احوال مین

سید عبد القادر بن ابی صالح موسیٰ جنگی دوست بن عبداللہ بن یحییٰ الزاہد بن محمد بن داؤد
بن عبداللہ بن موسیٰ الجون بن عبداللہ محض بن حسن مثنیٰ بن امام حسن رضی اللہ عنہم کے
حضرت کی کنیت محمد تھی اور لقب شریف اور باز اشہب اور محی الدین تھا. آپکی
والدہ کا نام ام الخیر امۃ الجبار فاطمہ تھا جو سید ابی عبداللہ صومعی کی بیٹی تھین.
حضرت کی ولادت باسعادت پہلی رمضان ۴۷۰ھ بقولے ۴۷۱ھ ہجری کو جیلان
مین ہوئی. آپ کی والدہ سے مروی ہے کہ میرا لڑکا عبدالقادر کہ جب پیدا ہوا تو
رمضان کے مہینے مین دودھ نہین پیتا تھا. حضرت بغداد کو ۴۸۸ھ ہجری
مین تشریف لائے اس وقت عمر شریف اٹھارہ سال کی تھی پھر وہان اپنے

بہت مجاہدہ کیا اور شیخ ابوسعید مخرمی رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے اور ۵۲۱ھ سے وعظ شروع فرمایا اور ۵۲۸ھ ہجری سے درس اور فتوی دینا آغاز فرمایا۔ حضرت اپنے مدرسہ مین صبح اور سہ پہر کو تفسیر اور حدیث اور مذہب اور خلاف اور اصول اور نحو کا درس دیا کرتے اور بعد نماز ظہر قرآن شریف کی تلاوت قرأت سبعہ سے فرماتے چنانچہ ہر ہفتہ مین تین مرتبہ وعظ فرماتے جمعہ کی صبح اور سہ شنبہ کی شام کو مدرسہ مین اور یکشنبہ کی صبح کو خانقاہ مین علما و فقہا و مشایخ وغیرہ مجلس وعظ مین شریک ہوتے تھے جب لوگون کی کثرت ہونے لگی تو جلسے کی عیدگاہ مین بیٹھنے لگے۔ جب یہان بھی تنگی ہونے لگی تو کرسی ہمراہ لیکر شہر کے باہر عیدگاہ مین جاکر بیٹھنے لگے۔ لوگ گھوڑون خچرون گدہون اور اونٹون پر سوار ہوکے آتے تھے اور مجلس کے گرداگرد کھڑے رہتے اور مجلس مین ستر ہزار آدمی کے قریب حاضر ہوتے تھے اور رجال الغیب اور جنات اور ملائک سب حاضر ہوتے تھے نظر آنے والون سے بہت زیادہ نظر نہ آنے والے رہا کرتے تھے اور حاضرین مجلس خواہ دور ہون یا نزدیک سب کے لئے حضرت کی آواز ایکسان پہونچتی تھی جسکو حضرت کے کرامات مین شمار کرتے ہین جب شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ قَدَمِي هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ لِلّٰهِ کہنے پر مامور ہوئے تو مشرق اور مغرب کے اولیا نے حضرت کی تعظیم کے لئے اپنے سر جھکا دئیے مگر ایک مرد نے بلاد عجم مین اپنا سر نہ جھکایا تو اسکی ولایت سلب کیگئی۔ مروی ہے کہ شیخ ابی سعد قیلوی قدس سرہ سے کہ جب شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے فرمایا قَدَمِي هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ

کُلُّ وَلِيٍّ لِلّٰہِ تو حق تعالےٰ نے آنکے دل پر تجلی کی اور جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کے طرف سے اون کو خلعت ایک جماعت ملائکہ مقربین کے ذریعہ سے آئی اور حضرت نے اس خلعت کو اگلے پچھلے سب اولیاء کے روبرو پہنا اس وقت زندے اپنے جسدون سے اور مردے اپنی ارواح سے حاضر تھے۔ فرشتے اور رجال الغیب حضرت کی مجلس کے گرد اگرد ہوا مین صفوف باندھے اسقدر کھڑے تھے کہ انکے سبب افق نظر نہ آتا تھا اور روئے زمین پر کوئی ولی باقی نہ رہا مگر اپنی گردن جھکائی اور حضرت کی مجلس مین دو قاری تھے ترتیل کے ساتھ بغیر الحان کے قرأت کرتے اور حضرت کا وعظ چار سو عالم اور انکے علاوہ اور لوگ بھی لکھتے حضرت اکثر اپنی مجلس مین ہوا پر اُڑا کرتے پھر کرسی پر آتے۔ حضرت کی مجلس مین دہشت سے دو تین آدمی مرتے اور حضرت کی ہیبت سے کوئی مجلس والون سے نہین اٹھتا اور ایک دوسرے کو نہین دیکھتا یہان تک کہ اپنے بازو کے شخص کو بدون چھونے کے نہین پہچانتا اور حضرت جب کرسی پر کھڑے رہتے تو لوگ بھی حضرت کی تعظیم کے لئے کھڑے رہتے اور حضرت جب سکوت کا حکم کرتے تو حضرت کی ہیبت سے سب خاموش ہوتے یہان تک کہ سوائے سانس کے کچھ آواز نہ آتی۔ جب حضرت کسیکی طرف دیکھتے تو قریب ہوتا کہ وہ شخص ہیبت سے لرزہ کرے اور اکثر لوگ کانپتے تھے اور حضرت جب بیٹھتے تو لوگ حضرت کی طرف ہیبت سے دیکھتے گویا شیر ہین اور کوئی مجلس خالی نہ تھی مگر اس مین یہود و نصاری ایمان لاتے تھے اور قطاع الطریق اور خونی اپنے بُرے کامون سے توبہ کرتے تھے اور بد عقیدہ

اشخاص اپنے بدعقائد سے رجوع کرتے تھے۔ اور حضرت کے پاس عراق وغیرہ
اطراف کے شہرون سے استفتا آیا تھا تو کوئی استفتاء بلا جواب شب تک
نہ رکھتے تھے اور کسی کے جواب مین فکر نہ کرتے بمجرد استفتاء پڑہنے کے فی الفور
اس کا جواب لکھ دیتے اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما کے مذہب کے
موافق فتویٰ دیتے تھے حضرت کے جواب اس سرعت سے دینے کے متعلق علماء
عراق کو بہت تعجب ہوتا تھا اور حضرت کے پاس جو شخص کوئی فن شروع کرتا تو اپنے
ہمعصرون مین سردار ہوتا اور دوسرے لوگ اسکے محتاج ہوتے۔ حضرت کے
کرامات بیحد ہین جو شمار سے باہر ہین۔ حضرت سے جس قدر کرامات ظاہر ہوئین کسی
مشائخ آفاق سے ظاہر نہین ہوئین۔ اور کرامات حضرت کے جواہر کے لڑی کے
مانند تھے پے درپے اگر کوئی شخص چاہتا تو ایک روز مین بہت سی کرامات شمار
کرتا۔ حضرت باوجود جلالت قدر اور علو منزلت اور وسعت علم کے چھوٹون کے
لئے کھڑے ہوتے اور بڑون کی تعظیم وتوقیر فرماتے اور سلام مین آپ سبقت
فرماتے ضعیفون کے ساتھ بیٹھتے اور فقیرون کے لئے فروتنی کرتے لیکن کبھی کسی
امیر کی تعظیم کے لئے نہین اٹھے اور نہ کسی امیر وزیر کا کبھی قصد کیا اور ہر شب سفرہ
بچھاتے اور رمہانون کے ساتھ تناول فرماتے۔ دوستون سے اگر کوئی نہ آتا تو
اوس کا حال دریافت فرماتے اور دوستی کو بہت نبھاتے اور تقصیرین معاف فرماتے
حضرت کی وفات بغداد مین شنبہ کی شب آٹھوین یا نوین یا گیارہوین یا تیرہوین
یا سترہوین ربیع الآخر ۵۶۱ھ ہجری کو ہوی اور مدرسہ مین باب ازج کے پاس
دفن کئے گئے اور شیخ عبد الوہاب قدس سرہ نے امام ہوکر نماز جنازہ

پڑھی بغداد مین کوئی شخص باقی نہ رہا مگر حضرت کے جنازہ کے ساتھ حاضر تھا راستے اور بازارات آدمیون سے بھر گئے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت کو ان کی حیات مین جیسا تمامی عالم پر تصرف دیا تھا ویسا ہی بعد وصال تصرف دیا ہے۔ امام یافعی کہتے ہین اگر کوئی صاحب حال (ولی) بغداد مین داخل ہوتا اور حضرت کی زیارت نہ کرتا تو اس کا حال سلب ہو جاتا۔ حضرت کا بدن لاغر تھا میانہ قد چوڑی تختی اور داڑھی پہنا اور دراز گندم رنگ بہون باریک ملے ہوئے آواز بلند اور خوب صورت لباس عالمانہ وضع کا پہنا کرتے تھے اور سر پر طیلسان ڈالتے تھے۔ حضرت کو انچاس اولاد ہوئی جن مین ستائیس لڑکے بائیس لڑکیان تولد ہوئین۔ ان مین سے دہ فرزند جنہون نے بڑے ہو کر علم و فضل تحصیل کیا دس ہین شیخ سیف الدین ابو عبداللہ عبدالوہاب ان کا تولد شعبان ۵۲۲ھ کو ہوا اور وفات بغداد مین ۲۵ شوال ۵۹۳ھ مین ہوی جلبے کے مقبرہ مین دفن کئے گئے۔ شیخ شرف الدین ابو محمد عیسیٰ ابو عبدالرحمٰن بھی کنیت تھی ان کی وفات ۱۲ رمضان ۵۷۳ھ ہجری مین ہوی مصر کے مقبرہ قرافہ مین دفن کئے گئے شیخ شمس الدین ابو محمد عبدالعزیز انکی ولادت ۲۷ شوال ۵۳۲ھ کو ہوی۔ اور وفات صحیح قول مین ۶۰۲ھ ہجری مین ہوئی شیخ جمال الدین ابو عبدالرحمٰن عبدالجبار ابو الفرح بہی انکی کنیت تھی آپ کی وفات ۱۹ شعبان ۵۷۳ھ ہجری بروز چہارشنبہ ہوئی تاج الدین ابوبکر عبدالرزاق آپ کی ولادت ۱۶ ذی قعدہ ۵۲۸ھ دوشنبہ کو ہوئی اور وفات ۶ شوال ۶۰۳ھ کو بغداد مین ہوئی باب حرب کے مقبرہ مین دفن ہوئے شیخ ابو اسحٰق ابراہیم آپ کی

وفات ۲۵ ذی قعدہ سنہ ۶۰۰ ہجری کو بغداد میں ہوئی حلبہ کے مقبرہ میں دفن
کئے گئے۔ شیخ ابو عبد الرحمن عبد اللہ آپکا تولد سنہ ۵۰۸ ہجری میں ہوا اور وفات
۲۷ صفر سنہ ۵۸۷ ہجری کو بغداد میں ہوئی۔ شیخ ابو الفضل سید محمد آپ کی وفات
سنہ ۶۰۰ ہجری میں بغداد میں ہوئی۔ شیخ ضیاء الدین ابو نصر موسیٰ آپکا تولد سلخ
ربیع الاول سنہ ۵۳۹ کو بقولے سنہ ۵۳۷ ہجری کو ہوا اور وفات غرہ جمادی الآخر
سنہ ۶۱۷ ہجری کو دمشق میں ہوئی۔ شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے
فرزندوں میں سب سے اخیر آپ ہی کی وفات ہوئی۔ ابو زکریا یحییٰ آپکا تولد ۶ ربیع الاول
کو ہوا اور وفات شعبان کی پندرہویں شب کو سنہ ۶۰۰ ہجری میں بغداد میں ہوئی
اور اپنے برادر شیخ عبد الرزاق قدس سرہ کے پاس دفن کئے گئے۔ محبوب سبحانی
رضی اللہ عنہ کے فرزندوں میں سب سے چھوٹے آپ ہی تھے ۞

الحمد للہ ہم کو اس کتاب کی تالیف سے ۲۰ شعبان سنہ ۱۲۹۰ ہجری سہ شنبہ کو فراغت
حاصل ہوئی وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ وسلم

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸	۱	موافق اپ بھی ککرہ و کلام	موافق تکرہ و کلام	۲۹	۳	وسیہ کو بھاؤ ضمہ	وحیہ کو بھاؤ ضمہ
۸	۱۰	بازوؤن اور کھندون	بازوؤن اور کندھون	۳۱	۳	حضرت عثمان رض	حضرت عثمان رض
۹	بھا	نفیس یا رفیص	نفیس یا رخیص	۳۲	۱۶	رضی اللہ عنہ احوال کے مین	رضی اللہ عنہ کے احوال مین
۱۲	۱۶	جو ضعف پاعث کے	جو ضعف کے باعث	۳۳	۱۵	آپ سے مشورہ فرما	آپ سے مشورہ فرمایا
				۳۵	۱۶	بھرا دیجیے	لڑائے
۱۳	۱۱	ہوا اس زیادہ	ہوا سے زیادہ	۳۸	۱۰	بنی ساعدہ کے سقیفہ	بنی ساعدہ کے سقیفے
۱۶	۱۱	ذُوالقُوہ	ذُوالقُوَّۃِ	۳۹	۴	بازو ومدفن چوپے	بازو دفن چوبے
۱۶	۱۹	المقدِّسُ	المقدّسُ	۳۹	۷	عمرستانو	عمرستانوے
۱۷	۳	اور تقدرات	اور تقدّارت	۳۹	۱۲	سب بڑے بھی مین	سب بڑے ہی مین
۱۷	۷	از جملہ خصائف	از جملہ خصائص	۴۰	۵	ذی الحلیقہ مین	ذی الحلیفہ مین
۱۸	۹	نہرک	ظہرک	۴۰	۱۱	ذات النطافین	ذات النطاقین
۱۹	۱۷	اجہات المومنین	امہات المومنین	۴۲	۱۰	نفس اہل طرف	نفس اہل اس کی طرف
۱۹	۱۸	قسم کہاتا ہے	قسم کھاتا ہے	۴۲	۱۷	جسکو چا ریوند	جسکو چار پیوند
۲۲	۶	فی نمرۃ	فی ذُرّیتہ	۴۲	۱۸	اپنے کھاندے	اپنے کندھے
۲۴	۱۲	امتحانتہم	امتحاناتہم	۴۳	۱۲	تمہاری غزت کو	تمہاری غیرت کو
۲۵	۱۹	خنیس بن حذافہ	خنیس بن حذافہ	۴۸	۱۹	مسجد کے ایک گوشہ	مسجد کے ایک گوشہ مین
۲۹	۱	سلام بن مشکم	اسلام بن مشکم	۴۹	۱۸	زینب بنت مطعون	زینب بنت مظعون

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۱	۱۰	واجد کے پاس نہ آؤگے	واجداد کے طریقہ پر آؤگے
۵۱	۱۳	رقیہ کو بیش از	رقیہ کا پیش از
۵۲	۱۱	قیمت سے فروخت فرماکر	قیمت سے خرید فرماکر
۵۳	۳	جیسا د اللہ تعالی	جیسا کہ اللہ تعالی
۵۴	۱۷	کچھ بھی ایسی از	کچھ بھی کرے باز
۵۴	۱۹	پھر سب لوگون نے	پھر سب لوگون نے
۵۵	۳	نماز کے لئے آیا تو	نماز کے لئے آیا تو
۵۵	۱۳	کھا گیا آپکے	کھا گیا آپکے
۵۶	۱۰ و ۱۱	رہے تھے جب پ قرآن شریف کی آیت فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ کو تلاوت فرماتے تھے مہاجرین نے آپ کو قتل کیا	رہے تھے مہاجرین نے آپکو قتل کیا اور قرآن شریف کی آیت فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ پر خون کے قطرے پڑے ہوئے تھے۔
۶۷	۱۱	دیکھنے کو درست	دیکھنے کو دوست
۶۸	۳	عبد العزی بن قصی	عبد العزی بن قصی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۸	۱۸	کون شخص بنی قریظہ	کون شخص بنی قریظہ
۷۰	۱۲	کون خیبر ہو بہانے لائی تو	کون خیبر بہانے لائی تو
۷۰	۱۷	اس لئے انکو	اس لئے انکو اپنا نام کیا
۷۲	۱۱	آپ کا نام عبد اللعب	آپکا نام عبد الکعب
۷۳	۲	روبرو بیٹھکر	روبرو بیٹھکر
۷۵	۲	دو دانت ٹوٹ	دو دانت ٹوٹ
۷۶	۱۳	زہد و ورع	زہد و ورع
۸۱	۲	چار بار زہر پلایا	چار بار زہر پلایا
۸۳	۱	ام سلمہ اور رقیہ	ام سلمہ اور رقیہ
۸۴	۱۶	پروردگار حسین کی	پروردگار حسین کو
۸۶	۱۴	عقیل روانہ کیا ہون	عقیل کو روانہ کرتا ہون
۹۰	۸	بے دینون کو	بے دینون کو
۹۶	۱۳	اگر جھوٹ کہتا ہے	اگر جھوٹ کہتا ہے
۱۰۱	۱۱	نزدیک ہزار بیسہ	نزدیک ہزار بیسہ دیتا تھے
۱۰۵	۱۸	اس شرط چ	اس شرط پر
۱۱۱	۳	حضرت نے فرماما	حضرت نے فرمایا

ایضاً کاغذ سادہ ۲۰؍

فتویٰ در تکفیر منکر عروج جسمی و نزول
عیسیٰ علیہ السلام مولفہٗ ایضاً اردو ۲؍

رسالہ نحو مولفہٗ ایضاً فارسی ۱؍

تحفۃ اللبیب فی نعل الحبیب صلی اللہ علیہ
وسلم [illegible] مین حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے نعل مبارک کے
متعلق اس قدر کافی بیان کر دیا گیا ہے
جو بڑی بڑی کتابون کے مطالعہ سے
بعد ہی حاصل ہو سکتا تھا اور نعل
مبارک کے چھ مثالین بھی دئے گئے
ہین جو غالباً مشکل ہی سے مل سکینگے
اردو مولفہٗ ایضاً ... ۳؍

انوار احمدیہ و ہدیۂ مجددیہ و کلام
المنجی بردایرات البرزنجی فارسی عہ؍

شرح اخلاق جلالی مسمی بہ اعظم سواطع
الاقاق فی شرح لوامع الاشراق
فارسی .... عہ

مخزن توفیق تاریخی نام اولاد کے

ابتدائی تعلیم کے لئے جس مین حروف
شناسی کے واسطے کار آمد الفاظ
ایک حرفی سے نو حرفی لفظ تک بیان
کئے گئے ہین بایزاد مضامین ضروری
گنتی اعداد و صورت ہندسہ و رقم
اور وزن اور مہینون کے نام اور جمع
و تفریق کی جدول اور ضرب و کسور
پہاڑون کے اور آخر مین اسماء اللہ
الحسنیٰ مع ترجمہ اردو ۲

تعلیم المصلی فقہ حنفی ۲؍

وظیفۂ قرآنی معہ
فضائل ۲؍

صلاح الدارین فی تکریم الوالدین.
والدین کی تعظیم و تکریم اور ان کے
حقوق کے بیان مین
اردو .... ۱؍

تعلیم الزوجین مرد عورت کے
حقوق کے بیان مین نہایت مفید
ہے۔ اردو .... ۲؍

مکاتیب شریفہ مولفہ حضرت
مولینا شاہ رؤف احمد
صاحب مجددی قدس
سرہ عصہ

ریاض القراء مولفہ
حضرت علامہ مفتی الحاج
محمود صاحب مغفور ۸ر

گلزار سعادت۔ مولفہ
مولانا مولوی شمس العلماء
قاضی عبید اللہ صاحب
اردو۔ چکنا کاغذ ۹ر

ریاض النسوان۔ فقہ شافعی ۶ر
مستند اور معتبر کتاب لاجواب
مولفہ حضرت مولانا قاضی
الملک بدر الدولہ مغفور عمہ
تحفۂ نخلان صفحہ عوام

ریاض النسوان معاملات
کے مسائل میں بے نظیر قابل
دید کتاب ہے مولفہ جناب
مولوی حاجی ابو محمد خلیل اللہ
صاحب دام فضلہ خلف الرشید
بدر الدولہ مغفور۔ عصہ

المشتہر

محمد صبغۃ اللہ، طالب علم،

مدرسۂ محمدی

رائی پیٹھ مدراس